هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: سید قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۵ر ۔ ششماہی ۳ر ۔ سہ ماہی ۱ر ۔ بیرون ہند ۱۲ شلنگ

قیمت فی پرچہ ۱ر — مینیجر: رشید احمد خاں

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵	قادیان دارالامان مورخہ ۲ ذیقعد ۱۳۵۸ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۴۰ء	نمبر ۱

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا کلام

۲۸ دسمبر جلسہ خلافت جوبلی پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر سے قبل حضور کا حسب ذیل کلام ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے خوش الحانی سے پڑھا۔ اس نظم کے دو حصے ہیں۔ ایک میں اللہ تعالیٰ سے خطاب ہے۔ اور دوسرے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے۔ پہلے حصہ کے ۱۶ شعر ہیں۔ اور دوسرے کے تین۔ پہلے حصہ کے اصل میں ۱۹ شعر تھے۔ مگر اصل لفافہ جس پر نظم لکھی تھی۔ کہیں گر گیا۔ اور بعض لوگ جنہوں نے نقل لی ہوئی تھی۔ ان سے شعر جمع کئے۔ تو تین کا پتہ نہ لگ سکا۔

اللہ تعالیٰ سے خطاب

۱۔ بادۂ عرفاں پلا دے ہاں پلا دے آج تو
۲۔ خوابِ غفلت میں پڑا سویا کرونگا کب تلک؟ ۔۔۔ داورِ محشر جگا دے ہاں جگا دے آج تو
۳۔ جس کے پڑھ لینے سے کھل جاتا ہے رازِ کائنات ۔۔۔ وہ سبق مجھ کو پڑھا دے ہاں پڑھا دے آج تو
۴۔ مجھکو سینہ سے لگا لے ہاں لگا لے پھر مجھے ۔۔۔ حسرتیں دل کی مٹا دے ہاں مٹا دے آج تو
۵۔ ناامیدی اور مایوسی کے بادل پھاڑ دے ۔۔۔ حوصلہ میرا بڑھا دے ہاں بڑھا دے آج تو
۶۔ کب تلک رستا رہیگا جانِ من ناسورِ دل ۔۔۔ زخم پر مرہم لگا دے ہاں لگا دے آج تو
۷۔ یا مرے پہلو میں آ کر بیٹھ جا پھر بیٹھ جا ۔۔۔ یا مری خواہش مٹا دے ہاں مٹا دے آج تو
۸۔ جس سے جل جائیں خیالاتِ من و مائی تمام ۔۔۔ آگ وہ دل میں لگا دے ہاں لگا دے آج تو
۹۔ دامنِ دل پھیلتا جاتا ہے بے حد و حساب ۔۔۔ دھجیاں اسکی اڑا دے ہاں اڑا دے آج تو

چہرۂ زیبا دکھا دے ہاں دکھا دے آج تو

۱۰۔ جس سے سب چھوٹے بڑے شاداب ہوں سیراب ہوں ۔۔۔ دل سے وہ چشمہ بہا دے ہاں بہا دے آج تو
۱۱۔ میرے تیرے درمیاں حائل ہوا ہے اک عدو ۔۔۔ خاک میں اسکو ملا دے ہاں ملا دے آج تو
۱۲۔ کب تلک پہنا کروں اوراقِ جنت کا لباس ۔۔۔ چادرِ تقویٰ اڑھا دے ہاں اڑھا دے آج تو
۱۳۔ پھر مری خوش قسمتی سے جمع ہیں ابر و بہار ۔۔۔ جام اک بھر کر پلا دے ہاں پلا دے آج تو
۱۴۔ ساکنانِ جنتِ فردوس بھی ہو جائیں مست ۔۔۔ دل میں وہ خوشبو بسا دے ہاں بسا دے آج تو
۱۵۔ ارتباطِ عاشق و معشوق کے ساماں کرا! ۔۔۔ پھر مری بگڑی بنا دے ہاں بنا دے آج تو
۱۶۔ مضطربِ عشق و محبت گوش بر آواز ہوں ۔۔۔ نغمۂ شیریں سنا دے ہاں سنا دے آج تو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خطاب

۱۷۔ یا محمد دلبرم از عاشقانِ روئے تست ۔۔۔ مجھ کو بھی اس سے ملا دے ہاں ملا دے آج تو
۱۸۔ دست کوتاہم کجا اثمارِ فردوسی کجا ۔۔۔ شاخِ طوبےٰ کو ہلا دے ہاں ہلا دے آج تو
۱۹۔ درسِ الفت ہی نہ گر پایا تو کیا پایا بتا؟ ۔۔۔ گُر محبت کے سکھا دے ہاں سکھا دے آج تو

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ سالانہ پر جماعت کے دوستوں کو ایک اہم ارشاد

اخبار "فاروق" کے لئے اڑھائی ہزار خریدار مہیا کئے جائیں

نہایت قلیل چندہ میں وہ خطبہ جمعہ۔ مجاہدین تحریک جدید کی رپورٹیں اور دیگر بیش قیمت مضامین ہفتہ وار حاصل کر سکتے ہیں

میرے نزدیک ایسے سستے اخبار کی خریداری سے وہی شخص غفلت برت سکتا ہے۔ جسے علم سے ذرا بھی مس نہ ہو۔ دوسرا شخص اس قسم کی غفلت نہیں کر سکتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امسال بھی ۲۷ دسمبر ۳۹ءکو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ میں جماعت کے ان چالیس ہزار دوستوں کو جو مرکز سلسلہ میں اپنے اولوالعزم امام کے کلمات طیبات سننے کے لئے حاضر تھے۔ اخبار "فاروق" کی خریداری کی طرف پُرزور طور پر توجہ دلاتے ہوئے جو کچھ ارشاد فرمایا۔ اسکو میں احباب کی خدمت میں بطور یاددہانی پیش کرتے ہوئے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ تاکہ دوست اپنے پیارے امام کے ارشاد کی تعمیل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں۔

حضور نے فرمایا :-

"فاروق" نے اس سال پہلے سے بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ اس میں علاوہ اور مضامین کے تحریکِ جدید کے ان مجاہدین کی رپورٹیں بھی چھپتی رہتی ہیں۔ جو بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں اور میں نے دیکھا ہے۔ ان رپورٹوں میں سے بعض بہت مفید اور دلچسپ ہوتی ہیں اور بعض دفعہ تو ان میں ایسے اعلیٰ درجہ کے معلومات ہوتے ہیں۔ جو جغرافیائی اور تاریخی واقفیت کو بہت بڑھانے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح "فاروق" میں میرا خطبہ بھی شائع ہوتا ہے۔ مگر باوجود ان تمام خوبیوں۔ کہ اسکی قیمت صرف اڑھائی روپیہ سالانہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اڑھائی روپیہ میں اس قسم کے اخبار کا لوگوں کو میسر آجانا غنیمت ہے۔ اور میر صاحب موجودہ زمانہ میں اتنا سستا اخبار لوگوں کو دے کر ذاتی طور پر بہت بڑی قربانی کر رہے ہیں۔ بلکہ درحقیقت وہ اس قلیل چندہ پر اخبار کو مستقل طور پر جاری ہی نہیں رکھ سکتے تھے۔ اگر تحریک جدید کے فنڈ سے ان کو مدد نہ دی جاتی۔ میں نے بہت سے معززین کے نام تحریک جدید کے فنڈ سے اخبار فاروق مفت جاری کروا دیا۔ اور اس طرح ان کی مدد ہو گئی ہے۔ لیکن بہرحال اب بھی اس بات کی شدید ضرورت ہے۔ کہ دوست اسکی خریداری کو بڑھائیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ کسی اخبار کی خریداری تو نہ بڑھے۔ اور توقع یہ رکھی جائے۔ کہ وہ اخبار عمدگی اور شان کے ساتھ چل سکے۔ آخر اخبار کو چلانے والے ہوا کھا کر گذارہ نہیں کیا کرتے۔ بلکہ ان کے گذارہ کا انحصار اخبار کی آمد پر ہوتا ہے۔ اور اخبار کی آمد خریداری کا حلقہ وسیع ہونے سے بڑھتی ہے۔ اس کے بغیر نہیں۔ اگر فاروق کے دو اڑھائی ہزار خریدار ہو جائیں۔ تو میر صاحب کو پچاس ساٹھ روپیہ ماہوار کی بچت ہو سکتی ہے۔ ورنہ موجودہ حالت میں تو ان کا کام ایک شغل کا رنگ رکھتا ہے۔ اور یہ شغل ایسا ہی ہے۔ جیسے خارش والے کو خارش ہوتی ہے۔ تو وہ کھجلانے لگ جاتا ہے۔ میر صاحب نے بھی ساری عمر چونکہ اخبار کا کام کیا ہے۔ اسلئے اب بھی ہم ان سے اخبار کا کام لے رہے ہیں۔ لیکن موجودہ حالت میں ان کے گذارہ کی کوئی صورت نہیں۔ اور یہ بات انصاف کے بالکل خلاف ہے کہ ہم ایک شخص سے کام تو لیں۔ مگر اس کے گذارہ کا کوئی انتظام نہ کریں۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اخبار فاروق کے خریدار بنیں۔ اڑھائی روپیہ سالانہ چندہ میں انہیں میرا خطبہ بھی مل جائے گا۔ اور خطبہ کے علاوہ اور بہت سے مضامین اور رپورٹوں سے بھی وہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اور جب محض اڑھائی روپیہ سالانہ چندہ میں وہ خطبہ بھی لے سکتے ہیں۔ اور دوسرے مضامین وغیرہ سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تو اس قدر سستا اخبار ہوتے ہوئے میرے نزدیک اسکی خریداری سے وہی شخص غفلت برت سکتا ہے۔ جسے علم سے ذرا بھی مس نہ ہو۔ کوئی دوسرا شخص اس قسم کی غفلت نہیں کر سکتا۔" (ارشاد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

حضور کے اس ارشاد کو ہی میں بغیر کسی تمہید کے احباب کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ اور انتظار کرتا ہوں۔ کہ حضرت فضل عمر اولوالعزم ایدہ اللہ کے ہر ارشاد پر لبیک کہنے والے دوست کہاں تک حضور کی اس پُرزور تحریک اور ارشاد پر تیار ہوتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ سہ ماہی کے اندر اندر فاروق کی یہ مطلوبہ تعداد جو اڑھائی ہزار حضور نے فرمائی ہے۔ پوری ہو جائے گی۔ انشاءاللہ اس وقت فاروق کے خریدار ایکہزار ایک سو تیس ہیں۔ احباب اگر ہمت کریں۔ تو باقی ۱۳۷۰ خریدار ایک دو مہینے کے اندر ہو سکتے ہیں۔ خدا کرے۔ کہ میں سہ ماہی کی رپورٹ حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے وقت اس مطلوبہ تعداد سے بھی زائد خریداری کی رپورٹ پیش کر سکوں۔ آمین۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) اختتام جلسہ سالانہ کے بعد امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت بعارضہ نزلہ۔ کھانسی۔ سردرد۔ نقرس بیمار مبتلا رہی۔ ۵ رجنوری کو خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا جس سے گلے کی تکلیف بڑھ گئی۔ مگر پہلے سے بفضلہ تعالیٰ طبیعت اچھی ہے۔ احباب صحت کامل کے لئے خاص دعائیں فرماتے رہیں۔

(۲) ۷ رجنوری۔ ابھی تک کچھ مہمان جلسہ پر آئے ہوئے موجود ہیں۔ باقی سب چلے گئے۔

مبارک تقاریب

۲۷ دسمبر ۳۹ء کو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کرنے کے بعد مسجد نور میں خطبہ نکاح پڑھکر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا نکاح عزیزہ محمودہ بیگم صاحبہ بنت نواب محمد علیخانصاحب سے بتقرر مہر گیارہ سو روپیہ اور صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ابن حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کے نکاح کا صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحبہ بنت نواب زادہ محمد عبداللہ خاں صاحب سے بتقرر گیارہ سو روپیہ مہر اور صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے نکاح کا صاحبزادی زکیہ بیگم صاحبہ بنت نوابزادہ محمد عبداللہ خاں صاحب سے بتقرر پانچہزار روپیہ مہر اور نواب زادہ مسعود احمد خاں صاحب ابن نواب محمد علی خاں صاحب کے نکاح کا محترمہ طیبہ بیگم صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے بتقرر پندرہ ہزار روپیہ مہر اعلان فرمایا۔ الحمدللہ۔ ان چار شادیوں پر خاکسار ایڈیٹر فاروق بحضور امیر المؤمنین و حضرت صاحبزادگان والاتبار و نواب [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۵ قادیان دارالامان مورخہ ۷ رجنوری ۱۹۴۰ء نمبر ۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کا جلسۂ خلافت جوبلی

افتتاحی تقریر

۲۶ر دسمبر ۱۹۳۹ء

۲۶ر دسمبر ۱۰ بجکر ۵ منٹ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جب سٹیج پر تشریف لائے۔ تو حاضرین نے اللہ اکبر اور حضرت امیر المومنین زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔ حضور نے حاضرین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنے کے بعد حسب ذیل افتتاحی تقریر فرمائی:۔ تشہد اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کر رہا تھا۔ اور ابھی پہلی ہی آیت میں نے پڑھی تھی۔ کہ میری نگاہ سامنے تعلیم الاسلام ہائی سکول پر پڑی۔ اور مجھے وہ نظارہ یاد آگیا۔ جو آج سے پچیس سال پہلے اس وقت رونما ہوا تھا۔ جب جماعت میں اختلاف پیدا ہوا تھا۔ اور عمائد کہلانے والے احمدی جن کے ہاتھوں میں سلسلہ کا نظم ونسق تھا۔ انہوں نے اپنے تعلقات ہم سے قطع کر لئے۔ اور گویا اس طرح خفگی کا اظہار کیا۔ کہ اگر تم ہمارے منشاء کے ماتحت نہیں چلتے۔ تو لو کام کو خود سنبھال لو۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ اس مدرسہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ ہم جاتے ہیں۔ اور تم دیکھ لوگے۔ کہ اس جگہ پر دس سال کے اندر اندر احمدیت نابود ہو کر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ اس کے وہ دس سال گزر گئے۔ پھر ان کے اوپر دس سال اور گزر گئے۔ پھر ان پر چھ سال اور گزر گئے۔

لیکن اگر اُس وقت چند سو آدمی احمدیت کا نام لینے والے یہاں جمع ہوتے تھے۔ تو آج یہاں ہزاروں جمع ہیں۔ اور ان سے بھی زیادہ جمع ہیں۔ جو اس وقت ہمارے رجسٹروں میں لکھے ہوئے تھے۔ اور اس لئے جمع ہیں۔ تاکہ خدائے واحد کی تسبیح وتحمید کریں۔ اور اس کے نام کو بلند کریں (اللہ اکبر کے نعرے)

یہاں عیسائیت کا قبضہ بتانے والا مر گیا اور اس کے ساتھی بھی مر گئے۔ ان کا واسطہ خدا تعالےٰ سے جا پڑا۔ مگر احمدیت زندہ رہی۔ زندہ ہے۔ اور زندہ رہے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے مٹا نہ سکی۔ اور نہ مٹا سکے گی۔ عیسائیت کی کیا طاقت ہے۔ کہ یہاں قبضہ جمائے۔ عیسائیت تو ہمارا شکار ہے۔ اور عیسائیت کے ممالک ہمارے شکار ہیں۔ عیسائیت ہمارے مقابلہ میں گرے گی۔ اور ہم انشاء اللہ فتح پائیں گے۔ (نعرہ ہائے تکبیر) وہ دن گئے۔ جب مریم کا بیٹا خدا کہلاتا تھا۔ مریم کے جسمانی بیٹے کو انیس سو سال تک دنیا میں خدا کی توحید کے مقابلہ میں کھڑا کیا گیا۔ اور بہتوں کو خدا تعالیٰ کی توحید سے پھرا دیا گیا۔ مگر اب جو مریم کا روحانی بیٹا خدا تعالےٰ نے کھڑا کیا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت زمین میں اسی طرح قائم کرے گا۔ جس طرح اسکی بادشاہت آسمان پر قائم ہے۔

آج ہم اسجگہ پھر جمع ہوئے ہیں۔ اسلئے کہ اپنی عقیدت اور اپنا اخلاص اپنے رب سے ظاہر کریں۔ اور دنیا کو بتا دیں۔ کہ احمدیت خدا تعالےٰ کے نام کو بلند کرنے کی خاطر متفقہ جدوجہد کرنے کے لئے کھڑی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے دین کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ احمدی کہلانے والے پھر ایک دفعہ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اسلئے کہ ان کا ایک دوسرے کے گھر جا کر ایک دوسرے کے متعلق یہ دیکھنا مشکل ہے۔ کہ ان کا کیا حال ہے۔ لاہور کے کسی بازار میں اتفاقاً ایک احمدی دوسرے احمدی کو دو سال بعد دیکھتا۔ تو اسے خیال پیدا ہوتا۔ کہ وہ مرتد تو نہیں ہو گیا۔ اسی چند سال کے بعد ایک احمدی دوسرے احمدی کو امرتسر کے بازار میں دیکھتا۔ تو خیال کرتا۔ نہ معلوم۔ احمدیت سے اس کا تعلق ہے یا نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت نے چاہا۔ کہ احمدی ہر سال مرکز میں جمع ہوں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہوں۔ اور مخالفین سے یہ کہتے ہوئے جمع ہوں۔ کہ دیکھ لو۔ خدا تعالےٰ زیادہ سے زیادہ احمدیت کو ترقی دے رہا ہے۔ کہنے والے کہتے ہیں۔ کہ ہم قادیان کے فاتح ہیں۔ ہم قادیان کو مٹا دیں گے۔ مگر وہ آئیں اور دیکھیں۔ کہ ان کے مٹانے سے کس طرح احمدیت بڑھ رہی ہے۔

بچپن میں ہم ایک قصہ سُنا کرتے تھے۔ اور اسے لغو سمجھتے تھے۔ مگر روحانی دنیا میں وہ درست ثابت ہوتا ہے۔ کہا جاتا۔ کوئی دیو تھا۔ اسے جب قتل کیا جاتا۔ تو اس کے خون کے جتنے قطرے گرتے۔ اتنے ہی اور دیو پیدا ہو جاتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ انبیاء کی جماعتوں کا ہی یہ نقشہ کھینچا گیا ہے۔ کیونکہ انہیں جتنا کچلا جائے۔ جتنا دبایا جائے۔ اتنی ہی بڑھتی ہیں۔ اور جتنا گرایا جائے۔ اتنی ہی زیادہ ترقی کرتی ہیں۔

پس اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہر ملک ہر علاقہ اور ہر میدان میں احمدیت کی ترقی کے سامان کر دیئے ہیں۔ اور احمدیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اور نئے نئے ممالک میں احمدی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں۔ سرالیون سے جو مغربی افریقہ میں ہے۔ حال ہی میں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس کے متعلق کسی قدر تفصیلی حالات تو اگلے لیکچر میں بیان کروں گا۔ اتنا بیان کر دینا اس وقت مناسب ہے۔ کہ اس جگہ سال بھر سے ایک مبلغ بھیج دیا گیا تھا۔ وہاں شروع میں حکومت نے بھی مخالفت کی اور غیر مبایعین کا اثر بھی ہمارے خلاف کام کر رہا تھا۔ مگر پرسوں وہاں کے مبلغ کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں کے دو رئیس پانچ سو آدمیوں کے ساتھ احمدی ہو گئے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ اپنے فضل سے یدخلون فی دین اللہ افواجاً کے نظارے دکھا رہا ہے۔ اور ابھی یہ کیا ہے۔ پنجابی میں جسے ونگی کہا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ یعنی ایک دوکاندار کے پاس جاؤ۔ تو وہ نمونہ کے طور پر تھوڑی سی چیز دکھاتا ہے۔ کہ دیکھو کیسی اچھی ہے۔ پس یہ تو ونگی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ جماعت کو دکھا رہا ہے۔ ورنہ جماعت کے لئے بہت بڑی بڑی فتوحات مقدر ہیں۔ جو ضرور حاصل ہوں گی۔ پس آؤ دین کی خدمت کرنے کا مخلصانہ وعدہ کرو۔ اور پھر دیکھو کہ کس طرح خدا تعالےٰ کے فضل کے خزانے تمہارے لئے کھولے جاتے ہیں۔

میں اس وقت جلسہ کا افتتاح کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میں پروگرام میں مقرر کردہ وقت پر آنے کے لئے تیار تھا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ سٹیج تیار نہ ہونے کی وجہ سے دیر سے افتتاح کرنا پڑا۔ ذمہ دار افسروں کو چاہیئے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ اس قسم کی غلطیوں سے بچیں۔ بہر حال اس وقت میں جلسہ کا افتتاح کرتا ہوا اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نے اپنی رحمتیں اور افضال جو اس وقت تک کئے۔ آئندہ ان سے بڑھ کر فرمائے۔ تاکہ ہماری حقیر کوششیں بار آور ہوں۔ اور ہم اس کے فضلوں کے پہلے سے زیادہ مورد ہوں۔ وہ ہماری کوششوں میں برکت دے۔ تاکہ دنیا کے کناروں تک اسلام اور احمدیت پھیل جائے۔ اور احمدیت کو ہر جگہ غلبہ اور شوکت عطا فرمائے۔ پھر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق نہ دے۔ کہ جب ہم میں طاقت اور غلبہ آئے۔ تو ہم ظالم بن جائیں۔ یا سست اور عیش پرست ہو جائیں۔ بلکہ پہلے سے زیادہ متواضع پہلے سے زیادہ رحم دل اور پہلے سے زیادہ اپنی زندگیاں خدا تعالےٰ کے لئے خرچ کرنے والے ہوں۔ مسیح کا یہ کہنا۔ کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں سے گزر جانا آسان ہے۔ لیکن دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے غلط ہے۔ اسلام یہ کہتا ہے۔ کہ عزت اور شوکت اور غلبہ اور طاقت چاہو۔ اور خدا تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو دنیوی انعامات دے۔ ان کو قبول کرو۔ لیکن اس عزت اس دولت اور اس طاقت کو خدا کے لئے اور اسکی مخلوق کی بھلائی اور بہتری کے لئے استعمال کرو۔ پس میں یہ نہیں کہتا۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں عزتیں۔ طاقتیں اور شوکتیں نہ دے۔ جو اس نے پہلے نبیوں کی جماعتوں کو دیں۔ کیونکہ یہ ناشکری ہے۔ مگر یہ دعا کرو۔ کہ جب وہ اپنے فضل وکرم سے ترقیاں عطا کرے اور انعامات نازل کرے۔ تو احمدی ان احسانوں کی قدر کریں۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے اسکے دین کی اشاعت کے لئے اور اسکی مخلوق کی بھلائی کے لئے خرچ کریں۔

پھر یہ دعا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو ہمیشہ فتنوں سے محفوظ رکھے۔ اور جب کوئی فتنہ پیدا ہو۔ تو اس پر غلبہ عطا کرے۔ دشمنوں کی تدبیروں کو ناکام اور خائب وخاسر رکھے۔ پھر یہ دعا کرو۔ کہ خدا تعالےٰ ہمارے اعمال میں اصلاح اور برکت پیدا کرے۔ کیونکہ جب تک نیک ارادہ کے ساتھ اعمال کی اصلاح نہیں ہوتی۔ کامیابی نہیں حاصل ہو سکتی۔ پھر ان مبلغین کے لئے دعا کرو۔ جن کے دل چاہتے تھے۔ کہ آج ہمارے ساتھ ہوتے۔ اور خدا تعالےٰ کے اس نشان کو دیکھتے۔ جو احمدیت کی ترقی کا اس نے ظاہر کیا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کے کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے نہیں آسکے۔ وہ گو جسمانی طور پر ہم سے دور ہیں۔ لیکن ان کے دل ہمارے ساتھ ہیں۔ کئی ہیں۔ جو ہمارے قریب بیٹھے ہیں۔ اور ان کے دل دور ہیں۔ مگر وہ جو دور بیٹھے ہیں۔ وہ ہمارے دل میں ہیں۔ ہمارے دماغ میں ہیں۔ ہماری محبت ان کے لئے ہے۔ اور ہم ان کے لئے دعا گو ہیں۔

پھر اپنی اولادوں کے لئے دعائیں کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو دین کا خادم بنائے۔ ان میں نسلاً بعد نسلٍ احمدیت کو اس طرح قائم رکھے۔ کہ وہ دین کے مخلص خدمتگار رہوں۔ خدا تعالےٰ ان سے خوش ہو۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے خوش ہوں۔ اور اسکی برکتوں کے ابدی وارث بنیں۔

گیارہ بج کر تین منٹ پر حضور نے تقریر ختم فرمائی۔ اور پھر واپس تشریف لے گئے۔

حضور کی افتتاحی تقریر کے بعد جلسہ زیر صدارت حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آبادی شروع ہوا۔ اور حسب پروگرام حضرت مولوی شیر علی صاحب نے "حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے فضائل" پر تقریر فرمائی۔ جو ان فضائل پر مشتمل تھی۔ جو اللہ تعالےٰ نے آپ کے بیان فرمائے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب کی تقریر ختم ہونے پر حافظ شفیق احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

میں سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے اور پھر "اسلامی نظام اور حکومت کی ترقی کا خلافت سے تعلق" کے موضوع پر جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد نے لیکچر دیا۔ جس میں بتایا۔ کہ اسلامی تاریخ سے یقینی طور پر ثابت ہے۔ کہ اسلام کی ساری ترقیات خلافت سے وابستہ ہیں۔ اور تمام ترقیات خلافت کے ذریعہ ہی حاصل ہوئیں۔

آپ کے بعد صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ابن حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے "اسلام میں خلافت کا نظام اسکی حقیقت اور ضرورت" پر تقریر فرمائی۔ جلسہ سالانہ میں آپ کی یہ پہلی تقریر تھی۔ مگر نہایت مؤثر اور باوقار۔ موضوع کی اہمیت اور وقت کی قلت کی وجہ سے آپ اسے ختم نہ فرما سکے۔ انشاء اللہ مکمل طور پر شائع کی جائیگی۔

اس کے بعد حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے "خلافت اور مسیحی پاپائیت" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں خلافت اور پاپائیت میں امتیازات بتاتے ہوئے خلافت کی برتری ثابت کی۔ اس پر پہلا اجلاس ختم ہوا۔

نماز ظہر و عصر کے بعد جو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد نور میں جمع کر کے پڑھائیں۔ دوسرا اجلاس بصدارت خانبہادر چودھری ابو الہاشم خاں صاحب ایم۔ اے منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مولوی محمد یار صاحب عارف مولوی فاضل نے "عقائد جماعت احمدیہ" پر تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی نئے عقائد دنیا کے سامنے پیش نہیں فرمائے بلکہ یہ وہی عقائد ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیش فرمائے۔ مگر مسلمانوں نے اپنی غلطی سے ان کو بدل دیا۔

اس کے بعد حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی تقریر "سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پچاس سالہ ترقی پر نظر" کے موضوع پر تھی۔ مگر حضرت میر صاحب کی علالت کے باعث جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے نے اس موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا۔ انبیاء کی جماعتوں کی ترقی ان کی سچائی کا ثبوت اس لئے ہوتی ہے۔ کہ وہ کمزوری کی حالت میں خدا سے خبر پاکر اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی کا اعلان کر دیتے ہیں۔ اور پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی جماعت کی ترقی کا ابتداء میں ہی اعلان فرما دیا تھا۔ جو روز بروز زیادہ وضاحت کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ نے الہٰی پیشگوئیوں کے ماتحت گذشتہ پچاس سال میں جو ترقی کی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بہت بڑا نشان ہے۔

اس کے بعد جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر نے "اسلام بزمانہ خلافت و بعد از زمانہ خلافت" پر تقریر کی۔ جس میں بتایا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلافت کے زمانہ میں مسلمانوں میں کس قدر شاندار دینی و دنیوی فتوحات و ترقیات حاصل کیں۔ اور کس قدر ان کا رعب و دبدبہ تھا۔ اور وہ کیسی اعلےٰ درجہ کی قربانیاں کرتے تھے۔ مگر جونہی انہوں نے اس نعمت سے منہ پھیرا۔ ذلت و ادبار ان کے گلے کا ہار بن گئی اگر ہم اسکی قدر کریں گے۔ تو ہم بھی عظیم الشان فتوحات حاصل کریں گے۔ اس تقریر پر ۲۶ر دسمبر کا جلسہ ختم ہوا۔

۲۷ر دسمبر ۱۹۳۹ء کے جلسہ کی مختصر روئداد

۲۷ر دسمبر کو پہلا اجلاس زیر صدارت خانبہادر نواب چودھری محمد الدین صاحب صبح دس بجے شروع ہوا۔ تلاوت مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے کی۔ اور نظم حافظ عبد الرحمٰن صاحب نے پڑھی۔ پھر مولوی ابو العطاء اللہ دتا صاحب جالندھری نے "خلافت ثانیہ کے برکات" کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے عہد کے برکات پیش کئے۔ اور بتایا۔ کہ حضور کے عہد میں جماعت کو بے حد روحانی و اخلاقی برکات حاصل ہوئی ہیں۔ جماعت کے اندر مالی اور جانی قربانی کا بے نظیر جذبہ پیدا ہو چکا ہے سیاسی برکات کے ضمن میں آپ نے حضور کی کامیاب سیاسی رہنمائی کا ذکر کیا۔ پھر تبلیغی برکات میں قادیان کی ترقی۔ منارۃ المسیح کی تکمیل اور تبلیغ ملوک کا ذکر کیا۔ سفر یورپ کا ذکر کیا۔ بیرونی ممالک میں مساجد کی تعمیر اور جماعتوں کی ترقی۔ نیز ملکانہ کی تحریک ارتداد کو بیان کیا۔ ہندوستان میں پیشوایانِ مذاہب کی توہین کے انسداد کے لئے قانون حضور کی کوششوں سے بنا۔ سیرت النبیؐ کے جلسوں اور تحریک یوم پیشوایانِ مذاہب کی بنیاد آپ نے رکھی۔ اور پھر وسیع پیمانہ پر احمدی مشنوں کا ذکر کیا۔ اور ان مشنوں کی کامیابی پر مخالفین کی شہادات پیش کیں۔

مولوی صاحب کے بعد آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے "اسلامی خلافت اور ڈکٹیٹرشپ" میں فرق کے موضوع پر عالمانہ تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا۔ کہ اسلام نے ایسی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ جس پر چل کر انسان حقیقی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ تمام مفید پہلو اس میں شامل کر دیئے ہیں۔ اور مضر خارج کر دیئے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اسلامی خلافت اور ڈکٹیٹرشپ میں فرق بیان فرمائے۔ اور ثابت کیا۔ کہ دنیا کی صحیح طور پر راہ نمائی تنظیم اور تربیت اسلامی حکومت سے ہی ہو سکتی ہے۔

جناب چودھری صاحب کے بعد جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں پر تقریر فرمائی۔ جس میں بتایا۔ کہ حضورؑ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ آپؑ نے بہت سی کتب تصنیف فرما کر اسلام کی ایسی خوبیاں بیان فرمائیں۔ جن کا دنیا کا کوئی مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر ہزاروں لاکھوں انسانوں کو ان خوبیوں کا قائل کیا۔ لاکھوں اشتہارات اس مقصد کے لئے شائع فرمائے۔ پادریوں اور عیسائیوں پر اتمام حجت کی۔ اور اسلام کو کل ادیان پر غالب ثابت کیا۔ اور اس طرح اسلام کی بے نظیر خدمات سر انجام دیں۔

جناب مولوی صاحب کی تقریر کے بعد اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔ نمازیں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد نور میں جمع کر کے پڑھائیں۔ اور پھر تین بجے کے قریب حضور نے تقریر شروع فرمائی جو ساڑھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصری صاحب کی کتاب
شانِ مصلح موعود پر ایک سرسری نظر

(۴)

مقصود ان کا جینے سے دنیا کمانا ہے
مومن نہیں ہیں وہ کہ قدم فاسقانہ ہے (مسیح موعودؑ)

شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے اپنی کتاب "شانِ مصلح موعود" میں اس بات کے ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ ایسے دلائل مہیا کر دیں۔ جس سے وہ سادہ لوح لوگوں کو اپنی طرف مائل کر کے صراطِ مستقیم سے دُور لے جانے میں کامیاب ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کی پیدائش کے لئے نُو سال کی میعاد مقرر فرمائی تھی۔ اور اس نُو سالہ میعاد کے اندر بشیر اول اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پیدا ہوئے تھے۔ مگر مصری صاحب نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنے کی بے سود سعی کی ہے۔ کہ یہ نُو سالہ میعاد مصلح موعود کے لئے نہیں تھی۔ بلکہ بشیر اول کے لئے تھی۔ اور اس بات کے ثابت کرنے کی ضرورت اسلئے پیش آئی۔ کیونکہ مصری صاحب دیکھ رہے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح حوالہ جات سے سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر چسپاں ہو رہی ہے۔ اور آپ ہی اس کے حقیقی مصداق ہیں۔ اور یہ منشاء مصری صاحب کے خلاف ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے لئے ایک ایسا نرالا رستہ تجویز کیا ہے۔ جس کے لئے انہوں نے بودے سے بودے دلائل دینے سے احتراز نہیں کیا۔ اور ایسی رقیق باتیں پیش کی ہیں۔ جن کو دلائل کے لفظ سے یاد کرنا بھی زیبا نہیں۔ قارئین کرام آپ اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں۔ کہ مصری صاحب کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ یہ نُو سالہ میعاد جسے جماعت احمدیہ مصلح موعود کے لئے میعاد قرار دیتی ہے۔ دراصل یہ میعاد بشیر اول کے متعلق تھی۔ اور مصلح موعود کے لئے ہرگز یہ شرط نہیں ہے۔ کہ وہ نُو سال کے اندر پیدا ہو گا۔ اسی لئے جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو مصلح موعود ثابت کرنے کے لئے، جو نُو سالہ میعاد کی دلیل پیش کرتی ہے۔ وہ غلط ہے۔ کیونکہ وہ میعاد ہے ہی بشیر اول کے متعلق۔

اس دعوے کے اثبات کے لئے مصری صاحب نے ایک پرانے اعتراض کو لے کر اپنی طرز پر ڈھالا ہے۔ اور اسے دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ مصری صاحب کہتے ہیں۔ کہ جس وقت میاں مبارک احمدؐ صاحب پیدا ہوئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے مصلح موعود سمجھا۔ اور اپنی زندگی میں اگر حضور نے اپنے لڑکوں میں سے یقینی طور پر کسی کو مصلح موعود خیال کیا۔ تو وہ میاں مبارک احمدؐ صاحب تھے۔ اور میاں مبارک احمدؐ صاحب ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے تقریباً چودہ برس بعد پیدا ہوئے۔ اور باوجودیکہ آپ کی پیدائش چودہ برس بعد ہوئی۔ نُو سال کے اندر نہ ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے مصلح موعود خیال کیا۔ جس کے معنے یہی ہیں۔ کہ یہ میعاد مصلح موعود کے لئے نہ تھی۔ ورنہ آپ اسے کبھی مصلح موعود خیال نہ کرتے۔ کیونکہ مصلح موعود نے نُو سال کے اندر پیدا ہونا تھا۔ چنانچہ مصری صاحب شانِ مصلح موعود کے صـ پر لکھتے ہیں:۔

"پس جب یہ بات نہیں۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک اپنے چاروں لڑکوں میں سے اگر کوئی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق تھا۔ تو وہ مبارک احمد ہی تھے۔"

اس کے بعد صـ ۲۱۵ پر لکھتے ہیں:۔

"حضور نے میاں مبارک احمدؐ کی پیدائش پر جو پیشگوئی ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے قریب چودہ برس بعد ہوئی۔ اسکو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا۔ پس حضور کے عمل نے تو اس بارے میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہ رہنے دی۔ کہ حضور نُو سالہ میعاد کو بشیر اول پر چسپاں کر کے اس کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر چکے"۔

یہ ہے مصری صاحب کا اپنے الفاظ میں دعوے۔ میں اسکو سمجھانے کے لئے مختلف حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ انہیں کے خیالات کو نمبروار پیش کرنے کے بعد میں ان کی حقیقت کو واضح کرونگا۔

امر اول:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں مصلح موعود میاں مبارک احمدؐ صاحب کو ہی سمجھا۔

امر دوم:۔ جب مبارک احمدؐ صاحب کو مصلح موعود یقین کر لیا۔ جکی پیدائش ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے قریباً چودہ برس بعد ہوئی۔ تو اس سے یہی نتیجہ نکلا۔ کہ وہ نُو برس کی میعاد مصلح موعود کے لئے نہ تھی۔ بلکہ کسی اور لڑکے کے لئے تھی۔ اگر مصلح موعود کے لئے ہوتی۔ تو ہرگز مبارک احمدؐ صاحب کو مصلح موعود نہ لکھتے۔

امر سوم:۔ جب ثابت ہو گیا۔ کہ یہ میعاد مصلح موعود کے لئے نہ تھی۔ تو بشیر اول نُو سالہ میعاد کے اندر پیدا ہوا۔ ثابت ہوا۔ کہ یہ اس کے لئے تھی۔

یہی تین باتیں مجھے مصری صاحب کے کلام سے نظر آئی ہیں۔ جن کے ثابت کرنے کے لئے انہوں نے ورق کے ورق سیاہ کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرنے کا سامان پیدا کیا ہے۔ اہل دانش سمجھ سکتے ہیں۔ کہ امر دوم اور سوم کی بنیاد امر اول پر ہے۔ جب تک امر اول ثابت نہ ہو۔ اس وقت تک دوسرے دونوں امور ثابت نہیں۔ اور اگر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مصری صاحب کے اس پہلے خیال کی تردید کر دوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود مبارک احمدؐ صاحب کو سمجھا۔ تو وہ عمارت جو مصری صاحب نے تعمیر کی۔ دھڑام سے نیچے آپڑے گی۔ انشاء اللہ۔

امر اول

مصری صاحب کا یہ خیال ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں مصلح موعود مبارک احمدؐ صاحب کو سمجھا۔ اور ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق میاں مبارک احمدؐ صاحب کو قرار دیا جیساکہ میں نے ان کی مندرجہ ذیل تحریر کو پہلے بھی درج کیا ہے:۔

"حضور نے میاں مبارک احمدؐ کی پیدائش پر جو پیشگوئی ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے قریباً چودہ برس بعد ہوئی۔ اسکو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا۔ پس حضور کے عمل نے تو اس بارے میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہ رہنے دی۔ کہ حضور نُو سالہ میعاد کو بشیر اول پر چسپاں کر کے اس کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر چکے"۔

مگر ہمارا مصری صاحب کو چیلنج ہے۔ کہ اگر ان کے دعوے میں کسی حد تک بھی صداقت ہے۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک بھی ایسی تحریر دکھلا دیں۔ جس میں حضور نے میاں مبارک احمدؐ صاحب کو مصلح موعود لکھا ہے۔

مگر میں علی وجہ البصیرت یہ کہے دیتا ہوں۔ کہ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ہل جانا بہت آسان ہے۔ مگر مصری صاحب کو کسی ایسی تحریر کا دکھانا اس سے بہت مشکل ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ مصری صاحب متقی ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات کی طرف وہ امور منسوب کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جو آپ کے ذہن میں نہ تھے۔ مصری صاحب۔ آخر آپ بتائیں۔ کہ آپ نے کونسی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے یہ نتیجہ نکالا۔ پس یہ ثبوت آپ کے ذمہ ہے؟

ہاں مصری صاحب نے اپنے زعم باطل میں جو اس امر کا ثبوت خیال کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ ان کے خیال کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں مبارک احمدؐ صاحب کی پیدائش پر مصلح موعود کی علامات میں سے مندرجہ ذیل تین علامتوں کو میاں مبارک احمدؐ صاحب پر چسپاں کیا۔

(۱) تین کو چار کرنے والا۔

(۲) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔

(۳) مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

ان تین صفات کو پہلے تو مصری صاحب نے مصلح موعود کی صفات قرار دیا ہے۔ اور اس کے بعد ان تینوں کے متعلق لکھا ہے۔ ان کو حضور نے میاں مبارک احمدؐ صاحب پر چسپاں کیا۔ اور اس سے مصری صاحب نے یقین کر لیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں مبارک احمدؐ صاحب کو مصلح موعود سمجھ لیا۔ جیساکہ مصری صاحب لکھتے ہیں:۔

"ان حوالوں سے آپ کو علم ہو گیا ہو گا۔ کہ وہ لڑکا جو حضور کے نزدیک اپنی پیدائش کے ساتھ ہی نہ ایک علامت بلکہ تین علامتوں کو پورا کرنے والا تھا۔ وہ حضور کا لڑکا مبارک احمدؐ تھا۔ اس کے پیدا ہوتے ہی حضور نے اسے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی مصلح موعود کی علامت تین کو چار کرنے والی چسپاں کی۔ "دوشنبہ مبارک دوشنبہ" والی علامت چسپاں کی۔ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" والی علامت چسپاں کی۔" (شان مصلح موعود صفحہ ۱۲۱)

اب جس طرح میں نے قبل ازیں یہ بتلایا ہے۔ مصری صاحب اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی تقریر تحریر سے یہ ثابت نہیں کر سکیں گے۔ کہ حضور نے میاں مبارک احمدؐ صاحب کو مصلح موعود یقین کر لیا ہو۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام میاں مبارک احمدؐ صاحب کو کبھی بھی مصلح موعود خیال کرتے۔ تو ضروری تھا۔ کہ مصلح موعود کے مخصوص نام "بشیر" اور "محمود" بھی اس کو دیئے جاتے۔ مصری صاحب ہمیں بتلائیں۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں کبھی بھی اشارۃً یا کنایۃً میاں مبارک احمدؐ صاحب کو "بشیر" یا "محمود" کے نام دیئے ہیں۔ اور یہی وہ نام ہیں۔ جو مصلح موعود کے لئے خصوصی اور الہامی نام ہیں۔ مصری صاحب نے تین علامات کے چسپاں کئے جانے سے یہ نتیجہ نکال لیا۔ کہ میاں مبارک احمدؐ صاحب مصلح موعود ہیں۔ مگر ان کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ "بشیر" اور "محمود" کے نام کبھی بھی حضور نے مبارک احمدؐ صاحب پر چسپاں نہیں کئے۔ پس مصری صاحب سے میرے اس وقت دو مطالبے ہیں۔

(۱) کہ وہ کسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے دکھلا دیں۔ کہ میں مبارک احمدؐ صاحب کو مصلح موعود یقین کرتا ہوں۔

(۲) اگر وہ یہ نہ دکھا سکیں۔ تو کم از کم "بشیر" اور "محمود" کے الہامی نام ہی مصلح موعود کے لئے بتلا دیں۔ مگر وہ دن نہیں آ سکتا۔ جب مصری صاحب ہمارے ان دو مطالبوں کو پورا کریں۔ دیدہ باید۔

اب میں ان تین صفات کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ جن کو مصری صاحب نے مصلح موعود کی علامات یقین کیا۔ اور جن کو حضور مسیح موعود علیہ السلام نے میاں مبارک احمدؐ پر چسپاں کیا۔ مگر مصلح موعود کبھی بھی یقین نہیں کیا۔

پہلی علامت۔ "تین کو چار کرنے والا" یہ علامت مصلح موعود کی علامتوں سے ایک علامت ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے۔ کہ حضور نے اس علامت کو میاں مبارک احمدؐ صاحب پر چسپاں کیا۔ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں اس علامت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا۔ کہ مجھے "اس کے معنی سمجھ نہیں آئے"۔ گویا جس وقت الہام ہوا۔ اسکی تفہیم ساتھ نہیں ہوئی۔ اور یہ امر مصری صاحب کو مسلم ہے۔ کہ جب تک الہامی تفہیم نہ ہو۔ مامور کا مفہوم قابل گرفت نہیں۔ پھر تریاق القلوب کے زمانے میں آپ اسی الہام کی تشریح یوں فرماتے ہیں:۔

"اسکی صفت میں اشتہار مذکور (۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) میں یہ لکھا ہے۔ کہ وہ چوتھا لڑکا ہو گا یا چوتھا بچہ"۔ صفحہ ۱۷

تو اس الہام کے یہ دو مفہوم حضور نے خود بیان فرمائے ہیں۔ اب دیکھئے۔ جس وقت میاں مبارک احمدؐ صاحب پیدا ہوتے ہیں۔ تو ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی علامات میں سے ایک علامت "تین کو چار کرنے والا" آپ کے ذہن میں آجاتی ہے۔ کیونکہ ایک لحاظ سے میاں مبارک احمدؐ صاحب تین کو چار کرنے والے تھے۔ پس چونکہ وہ ایک لحاظ سے چوتھے تھے۔ اسلئے ایک علامت ان پر چسپاں کر دی۔ مگر مصلح موعود ہرگز نہیں لکھا۔

اب ایک اور بات قابل توجہ ہے۔ مصری صاحب نے اپنی کتاب میں یہ امر تسلیم کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر اول کو بھی مصلح موعود گمان کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"پھر حضرت اقدس نے اس کے متعلق جو کچھ سمجھا۔ اس کا پتہ کچھ تو اس بات سے لگتا ہے۔ کہ حضور نے اس لڑکے کو ہی (بشیر اول کو۔ ناقل) اسکی زندگی تک مصلح موعود سمجھے رکھا"۔ صفحہ ۲۰۹

اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر اول کو مصلح موعود گمان کیا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"ہاں اجتہادی طور پر گمان کیا جاتا ہے۔ کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو۔ (یعنی بشیر اول۔ ناقل) اور اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ اس پسر متوفی کی بہت سی ذاتی بزرگیاں الہامات میں بیان کی گئی تھیں۔ جو اسکی پاکیزگی روح اور بلند فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کے متعلق تھیں۔ اور اسکی کاملیت استعدادی سے علاقہ رکھتی تھیں"۔ (سبز اشتہار صفحہ ۱۷)

اب اس صورت میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر اول کو بھی مصلح موعود گمان کیا۔ تو بشیر اول بھی بہر حال کسی اور نوعیت سے تین کو چار کرتا تھا۔ جو مبارک احمدؐ صاحب کے تین کو چار کرنے والے طریق سے مختلف تھی۔ مگر اس وقت حضور کی تمام توجہ بشیر اول کے استعداد و کمالات کی طرف منعطف ہو جاتی ہے۔ اور آپ اسے اسکی زندگی تک مصلح موعود ہی گمان کرتے رہے۔ اور لوگ بھی یہی سمجھتے رہے۔ جب تک کہ بشیر اول اپنے حقیقی معبود سے نہ جا ملا۔ تب ظاہر ہوا۔ کہ وہ مصلح موعود کوئی اور ہے۔ مخالفین بھی یہی گمان کر رہے تھے۔ کہ نو سالہ میعاد کے اندر یہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اسکی وفات پر لوگوں نے شور مچایا۔ جس پر حضور کو بتلانا پڑا۔ کہ وہ لڑکا اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر اول کو مصلح موعود سمجھا۔ تو لازماً اسے تین کو چار کرنے والی صفت کا مستحق ٹھیرایا۔ ادھر مبارک احمدؐ صاحب کی پیدائش پر اسے تین کو چار کرنے والا ٹھہرایا۔ تو حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ ایک ذو الوجوہ اور ذو المعارف بات تھی۔ جس کے حقیقی معنی اسی وقت کھلنے تھے۔ جبکہ اس واقعہ نے ہو جانا تھا۔ اور اس کے ذو الوجوہ ہونے سے مصری صاحب بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انہوں نے آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معانی کے علاوہ اپنے ایک خود ساختہ معنی بیان کئے ہیں۔ پس مجھے اس بات کے تسلیم کرنے سے انکار نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ایک علامت کو میاں مبارک احمدؐ صاحب پر چسپاں کیا۔ مگر کہیں بھی آپ نے اسے مصلح موعود قرار نہیں دیا۔ یقیناً اس الہام کے معنی اپنے وقت پر پورے ہونے تھے۔ جس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام شَاتَانِ تُذْبَحَان کو حضور نے ایک دفعہ سلطان محمدؐ اور احمدؐ بیگ پر چسپاں کیا۔ تو دوسری دفعہ سرزمین کابل کے شہداء اس سے مراد لئے گئے۔ اسی طرح ہی یہ کلمات خدا کے کلام سے ذو الوجوہ ہیں۔ اور حقیقت اسکی اسی وقت کھلی۔ جبکہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ذریعہ حضرت میرزا سلطان احمدؐ صاحب نے بیعت کر کے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزندوں میں شامل کیا۔ اور اس طرح حضرت محمود ایدہ اللہ کے ذریعہ اس الہام کی صداقت بھی پوری ہو گئی۔ پس واقعات اس علامت کی موجودہ تشریح و توجیہہ کی بہترین تائید کرتے ہیں۔

دوسری علامت:۔ مصلح موعود کی دوسری علامت "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" بھی الہام میں بیان ہوئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بھی میاں مبارک احمدؐ صاحب پر چسپاں کیا ہے۔ کیونکہ میاں مبارک احمدؐ صاحب کا عقیقہ دوشنبہ کے دن ہوا۔ یہ علامت بھی پہلی عبارت کی طرح ذو المعارف ہے۔ اس میں نہ ہی بتلایا۔ کہ آیا مصلح موعود پیدا دوشنبہ کے دن ہو گا۔ یا عقیقہ دوشنبہ کے دن ہو گا۔ یا آمین دوشنبہ کے دن ہو گی۔ جس پر کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی کی آمین دوشنبہ کے دن ہوئی۔ اس علامت کے چسپاں کرتے ہوئے بھی آپ نے ہرگز ہرگز میاں مبارک احمدؐ صاحب کو مصلح موعود کہیں نہیں لکھا۔

تیسری علامت:۔ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔" اس علامت کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں مبارک احمدؐ صاحب پر چسپاں کیا۔ اور مصری صاحب کے نزدیک یہ عبارت بھی مصلح موعود کی علامتوں میں سے ایک ہے۔ مگر یہ مصری صاحب کی چالاکی اور بیہودہ یا نہ تحریف ہے۔ میرا مصری صاحب کو پر زور چیلنج ہے۔ کہ اگر اُن میں کچھ بھی تخم دیانت ہے۔ تو وہ ثابت کریں۔ کہ یہ مصلح موعود کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ کاش مصری صاحب آپ صداقت کو اس طرح جواب نہ دے دیتے۔

۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار سے ہر شخص پر یہ واضح ہو جائے گا۔ کہ یہ بشیر اول کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس کا قطعاً کوئی تعلق مصلح موعود کی پیشگوئی کے ساتھ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اس عبارت کو بشیر اول کے متعلق قرار دیتے ہیں۔ اور مصری صاحب نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح خلاف اسکو مصلح موعود کی ایک علامت قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے:۔

"اور خدا تعالےٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی دو سعید لڑکوں

کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی۔ اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ پہلے بشیر (بشیر اول۔ ناقل) کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا۔ اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔" (سبز اشتہار صفحہ ۱۷)

پس صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ یہ علامت ہی مصلح موعود کی نہیں۔ بلکہ یہ مصری صاحب کی ہشیاری اور چالاکی کا ایک کرشمہ ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ناجائز تصرف کر کے جو تقویٰ اور شرافت کے صریحاً خلاف ہے۔ ایک ایسی بات بیان کی ہے۔ جو حقیقت کے خلاف ہے۔ پس مصری صاحب کا یہ بیان بالکل غلط ہے۔ کہ مصلح موعود کی تین علامات کو چسپان کیا ہے۔ مندرجہ بالا دو علامات ضرور مصلح موعود کی علامات بیان ہوئی ہیں۔ مگر یہ علامت مصلح موعود کی علامت نہیں۔ بلکہ بشیر اول کے لئے ہے۔ پس مصری صاحب نے یہ ایک ایسی قبیح حرکت کی ہے۔ جو کسی بھی مضمون نگار کی شان کے شایاں نہیں۔ مصری صاحب آئیے۔ کچھ اور بھی تبلاتے جائیے۔ یہ تو میں نے ثابت کر دیا۔ کہ مندرجہ بالا تیسری علامت جسے مصری صاحب مصلح موعود کی علامت قرار دیتے ہیں۔ مصلح موعود کی علامت نہیں۔ بلکہ یہ بشیر اول کی ایک علامت ہے۔ اس علامت کو حضور نے حضور میاں مبارک احمدؓ صاحب پر چسپان کیا ہے۔ تو کیا آپ یہ کہیں گے۔ کہ میاں مبارک احمد صاحب کو آپ بشیر اول گمان کرنے لگ گئے تھے۔ تبھی تو آپ نے اس علامت کو چسپان کر دیا۔ یقیناً مصری صاحب نہیں دیں گے۔ اور کہیں گے نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ مگر ان کے پاس دلیل کیا ہے۔ جس سے وہ معارضہ پر کر سکیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ان دو علامتوں کے چسپان ہونے سے آپ کو یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ کہہ دیں۔ کہ میاں مبارک احمدؓ صاحب کو حضور مصلح موعود خیال کرتے تھے۔ تو اس علامت کے چسپان کرنے سے جو بشیر اول کی علامت ہے حضور نے میاں مبارک احمدؓ صاحب کو کیا تصور کر لیا تھا۔

پس نہ یہ علامت مصلح موعود کی ہے۔ اور نہ ہی مصلح موعود کی اس علامت کو چسپان کیا گیا ہے۔ میں نے ثابت کر دیا۔ کہ ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں مبارک احمدؓ صاحب کو مصلح موعود خیال نہیں کیا۔ بلکہ جیسا کہ حقیقۃ الوحی کے حوالہ سے ظاہر ہے۔ آپ نے حضرت محمود کا نام تفاول کے طور پر رکھا۔ اور پھر اپنی زندگی میں کبھی اسکی تردید نہیں کی۔ پس حضور نے کبھی بھی مبارک احمدؓ صاحب کو مصلح موعود تصور نہیں کیا۔

امر دوم

جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں مبارک احمدؓ صاحب کو مصلح موعود خیال کیا ہی نہیں۔ تو چودہ سالہ مدت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مصلح موعود تو نَو سالہ میعاد کے اندر پیدا ہو چکا ہوا تھا۔

امر سوم

نہ یہ ثابت ہوا۔ کہ یہ میعاد مصلح موعود کے لئے نہ تھی۔ اور نہ ہی مصری صاحب اس سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ کہ یہ میعاد نَو سالہ بشیر اول کے متعلق تھی۔

پس مصری صاحب کو خدا سے ڈرنا چاہیئے اور اسکی ایسی توجیہات کرنے سے ڈرنا چاہیئے۔ جو اسکی منشا و مفہوم کے خلاف ہو۔ (باقی پھر)

خیر اندیش ڈاکٹر قاضی محمدؐ بشیر قریشی
کوروال

شنتوازم کی اعتقادی منازل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(فاروق کے نامہ نگار مقیم جاپان کی چٹھی)

جاپانی قوم میں قدرتی مظاہر کا شغف پیدائشی طور پر ودلیعت کیا گیا ہے۔ اس شغف نے مرورِ زمانہ سے ترقی کرتے کرتے پہلے معمولی عبادت کی صورت اور پھر ایک خاص مذہب کی شکل اختیار کر لی۔ اعتقاد کے لحاظ سے اسکی ابتدائی اور پہلی منزل ہر مجسم اور مادی چیز کی عبادت تھی۔

پھر اس سے ترقی کر کے ان کے دیوتاؤں کی پرستش کی طرف رحجان ہوا۔ یعنی پہلے اگر پانی کی پوجا کی جاتی تھی۔ تو اب اس کے دیوتا کی پرستش کرنے لگے۔ یا پہلے اگر آگ کی پرستش کی جاتی تھی۔ تو اب اس کے دیوتا کی پوجا ہونے لگی۔ گو ہر دو صورتوں کی نفس عبادت میں چنداں فرق نہیں معلوم ہوتا۔ اس کو شنتوازم کی دوسری اعتقادی منزل کہا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد تیسری منزل ہے۔ جس میں دیوتاؤں کے مراتب مقرر کئے گئے۔ سچے اور جھوٹے میں تمیز ہونے لگی۔ اور قابل عبادت دیوتا کو ممتاز صورت میں پیش کیا گیا۔ اسکو میں چند شقوں میں عرض کرتا ہوں:۔

پہلی شق:۔ سچے اور جھوٹے دیوتا کی تمیز (Nihongi) (روایات گذشتہ کا مجموعہ) "نہونجی" کی ایک روایت اس طرح بیان کی جاتی ہے۔ کہ (Nintoku) "ننتوکو" ایمپرر نے کسی خواب کی بنا پر دریا کے دیوتا کو انسانی قربانی دینی چاہی۔ اور ایک شخص "کورومونوکو" نامی کو اسی کے لئے تیار کیا۔ مگر اس نے دریا کے دیوتا کے لئے قربان کئے جانے سے اس لئے انکار کر دیا۔ کہ وہ مصنوعی اور جھوٹا دیوتا ہے۔ اگر یہ حقیقی اور سچا ہے تو میں یہ دو لوکیاں دریا میں پھینکتا ہوں۔ ان کو ڈبا دے، اور اوپر نہ آنے دے۔ تب میں قربان کئے جانے کے لئے تیار رہونگا۔ چنانچہ اس نے دو لوکیاں دریا میں پھینکیں۔ اور اس طرح مخاطب ہوا:۔ " اے دریا کے دیوتا! اگر تو مجھ کو لینے کا پُر زور خواہشمند ہے۔ تو ان لوکیوں کو ڈبا دے۔ اور اوپر نہ آنے دے۔ تا میں جانوں۔ کہ تو سچا دیوتا ہے۔ اور اپنی مرضی سے پانی میں کود جاؤں۔ لیکن اگر تو ان کو ڈبا نہ سکے۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ تُو جھوٹا دیوتا ہے۔ اور میں جھوٹے دیوتا کے لئے اپنی جان ضائع نہیں کرنا چاہتا۔"

اس طرح اس نے اپنی جان بچا لی۔ مگر ایک اور شخص انکی بجائے قربان کیا گیا اب بھی یہ رسم "نگویا" کے قریب "کونومیا" معبد میں ہر سال ادا کی جاتی ہے۔ اور انسان کی بجائے چاولوں کا ایک بڑا کیک دریا کی نذر کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت آتی ہے۔ کہ ایک پہاڑی روح (Mountain Spirit) کسی بڑے درخت کی چوٹی پر رہا کرتی تھی۔ اور پاس سے گزرنے والوں کو ہمیشہ تنگ کیا کرتی تھی۔ نیچی این (Nichi-nin) ایک بدھسٹ پریسٹ نے معجزانہ طور پر "سترے" کے زور سے اسکو وہاں سے نکل جانے پر مجبور کر دیا۔ روح وہاں سے چلی گئی۔ اور جاتے وقت اسی پریسٹ کے نام ایک معافی نامہ بھی لکھ کر چھوڑ گئی۔ جو ابھی تک (Ito) اِیتو کے "میوشوجی" مندر میں موجود ہے۔ گو ابھی تک یہ شناخت نہیں کیا جا سکا۔ کہ وہ کس زبان میں لکھا ہوا ہے۔

دوسری شق:۔ صرف ایک دیوتا کی پرستش۔ "ابے نوہیرونا ری" لکھتا ہے۔ کہ "امتراسو" چونکہ آبائی دیوی ہے۔ اس لئے شنتو کا کوئی دیوتا اسکی برابری نہیں کر سکتا۔ ٹھیک اسی طرح جیسا کہ کوئی بیٹا باپ کے برابر نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی کوئی نوکر آقا کے برابر ہوتا ہے۔" "کوگو شوئی"

تیسری شق:۔ ہر شے میں دیوتا کا ظہور۔ اس شق کے لحاظ سے شنتوازم ایک ایسے دیوتا کی تلقین کرتا ہے۔ جو مادی نہیں۔ بلکہ کلی طور پر روحانی ہے۔ اور اس بات کا یقین دلاتا ہے۔ کہ ایسے ہی دیوتا کی عبادت کرنی چاہیئے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے "عیسے تیجو" (Ise Teijo) ایک مشہور جاپانی مؤرخ اپنی کتاب گنشن مندو (Ganshin mando) میں لکھتا ہے۔ کہ "دیوتا کو ظاہر کرنے کے لئے اسکی مورتی مت بناؤ۔ کیونکہ دیوتا کی پوجا کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہم دیوتا کے ساتھ صداقت اور اخلاص پر مبنی بلا واسطہ حسی تعلقات قائم کریں۔ لیکن اگر ہم مورتی بنا کر دیوتا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرینگے۔ تو آخر کار وہ مورتی ہمارے اور دیوتا کے درمیان حائل ہو جائیگی۔ اور وہ مذہبی مقصد اور سلسلہ کلام جو ہم دیوتا کے ساتھ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فانی ہاتھوں کی بنائی ہوئی مورتی شنتو پوجا میں کسی کام کی نہیں۔" صفحہ ۱۸۵

چوتھی شق:۔ تمام دیوتاؤں کا وجود دراصل ایک ہی دیوتا (امتراسو) کا مختلف حالتوں میں ظہور ہے۔ اٹھارھویں صدی کا ایک شنتو عالم لکھتا ہے:۔

" آٹھ کروڑ دیوتاؤں کا وجود دراصل ایک ہی دیوتا کے ظہور کی مختلف حالتوں کا نام ہے۔ اور وہ وہی ہے۔ جو ازل سے زمین کا مستقل دیوتا۔ دنیا کی تمام اشیاء کا اتحاد اعظم زمین و آسمان سے پہلے موجود اور ابتدائے دنیا سے انتہائے دنیا تک ہمیشہ رہنے والا ہے۔

(باقی دارد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجودہ جنگ اور ارجنٹائن

(فاروق کے خصوصی نامہ نگار کی چٹھی)

ارجنٹائن کی مدد ڈیموکریٹک حکومتوں کی فتح کو یقینی بنادیگی

یہ انگلستان اور فرانس کی فوجوں کیلئے اناج اور گوشت مہیا کریگی

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ موجودہ جنگ کے باعث ارجنٹائن اپنے کئی گاہکوں کو کھو بیٹھے گی۔ اسی طرح اسے اپنی روزمرہ کی ترقیات میں استعمال کے لئے یورپ سے مشینری اور دیگر مصنوعات کے منگوانے میں بھی رکاوٹ پیدا ہوگی۔ تاہم یہ امر یقینی ہے۔ کہ جونہی برطانیہ عظمیٰ یورپ و جنوبی امریکہ کے مابین واقعہ تجارتی راستوں کے محفوظ کرنے میں کامیاب ہوگی (اور یہ اسکی موجودہ بحری طاقت کو دیکھتے ہوئے ایک قطعی امر ہے) جمہوریت ارجنٹائنا انگلستان اور اس کے حلیف فرانس کی موجودہ جنگ میں کامیابی کے لئے ایک فعال امر ثابت ہوگی۔ جس سے کہ وہ ابھی ناواقف ہے۔ اور اسی لئے اس نے کامل طور پر غیر جانبداری کا اعلان بھی کر رکھا ہے۔ اب جبکہ انگلستان کی بحری طاقت اوقیانوس آٹلنٹک کے تجارتی راستوں پر قابض ہوگی۔ اور پھر اس کے اور فرانس کے تجارتی جہاز یورپ و امریکہ کے درمیان سفر کر رہے ہوں گے۔ مزید بریں جرمنی جہاز بالکل رکے ہوئے ہوں گے۔ اس صورت میں صرف برطانیہ اور فرانس ہی ارجنٹائن سے تجارت کر سکیں گے۔ اور جرمنی کی تجارت بالکل بند ہو چکی ہوگی۔ دریں حالات ارجنٹائنا اپنی اناج اور دیگر خوردنی اشیاء کی پیداوار صرف دیموقراطی ممالک کو ہی فروخت کرے گی۔ اور یہ برآمد نہ صرف ان ممالک کی فوجوں بلکہ شہری آبادی کے لئے بھی کارآمد ہوگی۔

دول محاربہ اور ارجنٹائن

ارجنٹائنا کی اس شاندار اہمیت کے جاننے کے لئے کہ جس کے سبب دول متحدہ کی فتح اور جرمنی کی شکست مقدر ہے۔ ہم ارجنٹائن اور ان ممالک کے درمیان تجارتی درآمد و برآمد کے اعداد و شمار کو ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

انگریزی۔ جرمن اور فرانسیسی جہازرانی

سنہ ۱۹۳۸ء میں مندرجہ بالا حکومتوں کے جہازوں کی آمد و رفت کو اچھی خاصی اہمیت حاصل رہی ہے۔ ان حکومتوں کے ارجنٹائن بندرگاہوں میں ۲۳۷۸ جہاز داخل ہوئے ہیں۔ جن میں سے ۴۶۷ انگریزی اور ان کا کل وزن ۳۰۶۷۲۶۲ ٹن تھا۔ ۲۲۵ جہاز جرمن جھنڈا کے تھے۔ ان کا وزن ۴۴۴۱۲۰ ٹن تھا۔ اسی طرح ۹۶ فرانسیسی اور ان کا وزن ۴۲۸۱۸۶ ٹن تھا۔ مندرجہ بالا جہازوں کے ذریعہ مندرجہ ذیل رقوم میں تجارت درآمد و برآمد ہوئی۔ انگلستان نے ۲۶۰۱۹۸۲۱۷ پیسو (ارجنٹائن سکہ) کا مال ارجنٹائن کے ہاں فروخت اور ۴۵۹۴۸۵۱۲۰ کی خریداری کی۔ جرمنی نے ۱۴۳۹۶۷۳۷۰ کی فروخت اور ۱۶۴۲۷۶۳۲۵ کی خرید کی۔ فرانس نے ۶۱۳۶۸۵۴۶ کا مال بیچا اور ۷۵۰۴۰۹۹۵ پیسو ارجنٹائن کا خرید کیا۔

تجارت چمڑا (کھالیں)

دوران جنگ میں ارجنٹائن سے بہت ہی مطلوب اشیاء میں سے ایک چیز کھالیں ہیں۔ سنہ ۱۹۳۸ء میں جمہوریت ارجنٹائنا نے گائے۔ بھیڑ۔ بکری۔ گھوڑا کی تازہ اور سوکھائی ہوئی ۱۵۲۲۱۲ ٹن (کھالیں) فروخت کیں۔ اس میں سے انگلینڈ نے ۱۵۱۰۲ ٹن۔ فرانس نے ۱۲۶۴۸ اور جرمنی نے ۲۵۴۲۵ ٹن کی تعداد میں خریدیں۔

تجارت اون

سنہ ۱۹۳۸ء میں ارجنٹائن نے ۱۵۱۴۷۸ ٹن میلی اور دھلی ہوئی اون برآمد کی۔ انگلینڈ نے ۳۲۰۳۶ فرانس نے ۲۸۳۱۱ اور جرمنی نے ۲۵۵۴۸ ٹن خرید کی۔

فروخت اناج و غلہ

جرمنی نے ۸۸۰۰۰ ٹن غلہ اور سن خرید کیا۔

لیکن اب جنگ کی حالت میں اس عمدہ گاہک کا کھویا جانا افسوسناک ہے۔ انگلینڈ عموماً تقریباً ۱۵۰۰۰۰ اور فرانس ۱۶۵۰۰۰ ٹن خریدتا ہے۔

مسئلہ گوشت

سنہ ۱۹۳۸ء میں جرمنی ارجنٹائن گوشت کا کوئی بڑا خریدار نہ تھا۔ چنانچہ اس نے مختلف اقسام کا صرف ۶۳۵۶۰ ٹن گوشت خریدا گو اس سال یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں بعض رکاوٹوں کے ہونے کے باعث ارجنٹائن زیادہ گوشت برآمد نہ کر سکا۔ تاہم کل برآمد کردہ گوشت ۶۰۸۰۰۰ ٹن میں سے صرف برطانیہ عظمیٰ نے ۴۲۰۰۰ ٹن خرید کیا اسی طرح فرانس نے بھی خریدا۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے ارجنٹائن سے گوشت کی برآمد میں کسی زیادہ فرق کے واقع ہونے کا احتمال نہیں۔ اب جبکہ انگلینڈ اور ارجنٹائن کے مابین منجمد اور دیگر اقسام گوشت کی قیمتوں کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور جنگ کو دیکھتے ہوئے اسکی بہت ضرورت ہوگی۔ اور پھر جبکہ دول متحدہ کو ارجنٹائنا سے گوشت کا خریدنا ممکن ہوگا۔ تو ان حالات میں ارجنٹائن کے گوشت کی خریداری کی بہت امید کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ انگلینڈ کی طرف سے دو لاکھ ٹن منجمد گوشت کی خریداری سے متعلق مفاوضات پر ارجنٹائن نظام میں ایک حیرانی دوڑ گئی ہے۔ اور اسی مطالبہ گوشت سے برطانیہ عظمیٰ کی بحری طاقت اور سمندری غلبہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ارجنٹائنا ڈیموکریٹک حکومتوں کو خوراک مہیا کرے گا

جنگ اسلحہ سے کی جاتی ہے۔ تاہم خوراک اور خام مواد کا ہونا ضروری ہے۔ اب جب جرمن بیڑہ کے رک جانے کی وجہ سے دانہ اور گوشت کی اکثر منڈیاں اس کے سامنے بند ہو جائیں گی۔ تو انگلستان اور فرانس کی متحدہ سمندری طاقت کے سامنے یہ ذرائع کھلے ہوں گے۔ اور ارجنٹائن انہیں اناج۔ گوشت اون اور کھلڑی وغیرہ خام مواد مہیا کر سکے گا۔ اور یہ ان کی موجودہ جنگ میں قطعی فتح کا باعث ہوگا۔ مندرجہ بالا حالات پر نظر کرنے سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ دولتمندی اور تمول کو فتح حاصل ہوگی۔ اور ایک اور دفعہ دنیا کو سرمایہ داری کی طاقت کا اعتراف کرنا ہوگا۔

طالب دعا۔ خاکسار رمضان علی ارجنٹائنا

ٹرکی میں ہولناک زلزلہ

گذشتہ بدھ کو ٹرکی کے علاقہ اناطولیہ میں جو خوفناک زلزلہ آیا۔ اس کے نقصان جان کے متعلق تازہ ترین اندازہ یہ ہے۔ کہ ہلاک شدگان کی تعداد تیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اور مجروحین کی پندرہ ہزار۔ ترکی وزیر داخلہ نے تازہ ترین اعلان میں بتلایا ہے۔ کہ ضلع ارزنجان کی کل آبادی ۶۵ ہزار ہے۔ جس میں سے ۳۰ فی صدی ہلاک اور ۲۰ فی صدی مجروح ہو چکے ہیں۔ یہ بھی خبر ہے۔ کہ زلزلہ زد علاقہ خاص کر طوکت میں جہاں پہلے ہی بے شمار جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ زلزلہ کے مزید شدید جھٹکے محسوس ہو رہے ہیں۔ اور زمین کے نیچے بڑے زور سے گڑگڑاہٹ ہوتی ہے۔ ۶۰ ہزار مربع میل علاقہ پر زلزلہ کا اثر پڑا ہے۔ اب یہ تمام علاقہ ایک کھلے ہسپتال اور قبرستان کا منظر پیش کر رہا ہے۔

استنبول کے رصدگاہ کے ڈائرکٹر نے لوگوں کو خبردار کیا ہے۔ کہ ابھی دس روز یا اس سے بھی زیادہ عرصہ تک بھونچال آنے کے خطرات لاحق ہیں۔ ڈائرکٹر نے مزید بتایا۔ کہ زلزلہ کی شدت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ زمین میں سولہ میل نیچے ابھی تک گڑبڑ موجود ہے۔ اور اسے دور ہونے میں ممکن ہے۔ کہ ایک طویل عرصہ درکار ہو۔ نقصان کے متعلق ابھی تک صحیح طور پر اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔ کیونکہ ریلوے لائنیں زلزلہ سے دوہری ہو گئی ہیں۔ پل ٹوٹ گئے ہیں۔ اور ٹیلیگراف کا سلسلہ بالکل منقطع ہو چکا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ برفانی آندھیاں چل رہی ہیں۔ مندرجہ بالا تمام چیزیں نقصان جان کے متعلق صحیح اعداد و شمار معلوم کرنے [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن!

قیام محبت بجواب پیغام محبت

جلسہ سالانہ سنہ ۳۹ء کے دوران میں غیر مبایعین کی طرف سے ایک ٹریکٹ "پیغام محبت" میری نظر سے گذرا۔ جس میں خواہش کی گئی ہے۔ کہ ہم اندرونی اختلافات کو دور کرکے محبت اور اخوت کو قائم کریں۔ انہوں نے اختلاف کی بنیاد دو باتوں پر رکھی ہے۔

اول:۔ جن مسلمانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت نہیں کی۔ ان کے ساتھ ہمارے تعلقات کس رنگ میں ہونے چاہئیں۔

دوم:۔ جماعت کا نظم ونسق کس رنگ میں ہونا چاہیئے۔ اور اختلاف کی صورت میں آخری فیصلہ کا اختیار کسی واحد شخص کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ یا کسی ایک جماعت منتظمہ کے ہاتھ۔

امر اول میں تکفیر کے مسئلہ کو لیا ہے۔ اور اپنے زعم باطل سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ حضرت اقدس ؑ نے غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے اور خاموش غیر احمدی کا جنازہ پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ تکفیر کا سوال تب پیدا ہو سکتا تھا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک معمولی مومن ہوں۔ اور ان کا کوئی دعویٰ نبوت اور ماموریت کا نہ ہو۔ تب نہ ان کا ماننا فرض ہوگا۔ اور نہ ہی ان کے منکر کے لئے کسی سوال کی ضرورت ہے۔ مگر برعکس اس کے جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیر تشریعی نبی ہیں۔ اور امت محمدیہ ؐ میں سے شریعت اسلامیہ کے احیاء کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ جس طرح کہ مسیح ناصری ؑ امت اسرائیلیہ میں شریعت موسویہ کے احیاء کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اور چونکہ دونوں فریق حضرت کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس پہلے مسیح سے تمام شان میں بڑھکر ہیں۔ اسلئے جو انجام مسیح ؑ کے منکروں کا ہوا۔ وہی انجام اس مسیح کے منکروں کا ہونا چاہیئے۔ یا اس سے بھی بدتر۔ یہ سوال یوں بھی حل ہو سکتا ہے۔ کہ آنے والے مسیح کے منکروں کا کیا حال ہے۔ اور اسی اصل کو حضرت اقدس ؑ نے پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ "ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ آپ کو نہ ماننے والے کافر ہیں یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ مولویوں سے جاکر پوچھو۔ کہ ان کے نزدیک جو مسیح اور مہدی آنے والا ہے۔ اسکو جو نہ مانے گا۔ اس کا کیا حال ہے۔ پس میں وہی مسیح اور مہدی ہوں۔ جو آنے والا تھا۔"

(بدر ۲ رمئی سنہ ۱۹۰۸ء)

یہ ایک اصولی جواب حضرت اقدس ؑ دے چکے ہیں۔ ہمارے غیر مبایع دوست اس اصل کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں۔ اگر بقول پیغامی حضرات کوئی شخص بغیر حضرت مسیح موعود ؑ پر ایمان لائے مومن ہو سکتا ہے۔ تو آپ ؑ کے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ آپ کے زمانہ کے متعلق حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ لا یبقی من الاسلام الا اسمہ' کہ اس وقت کے مسلمان صرف نام کے مسلمان ہوں گے۔ ان میں حقیقی اسلام کو قائم کرنے کے لئے حضرت اقدس تشریف لائے۔ اور ان کا ماننا ہر ایک فرد بشر پر فرض ٹھیرا۔ جیسا کہ نبی کریم ؐ نے فرمایا۔ کہ اس کے زمانہ میں جو شخص اس پر ایمان لائے بغیر مر گیا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (ضرورت الامام میں یہ حدیث مسیح موعود ؑ نے نقل کی ہے) اور فرض کو بلا وجہ ترک کرنے والا کس طرح مومن رہ سکتا ہے۔

دوسرے اس سوال کا حل یوں بھی ہو سکتا ہے۔ کہ معلوم کیا جائے۔ حضرت اقدس ؑ کا دعوےٰ کیا ہے؟ آیا آپ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یا نہیں۔ اگر آپ کی نبوت ثابت ہو جائے۔ تو مسئلہ تکفیر بھی واضح ہو جاتا ہے۔ سو میں حضرت اقدس کا دعویٰ نبوت حضور ؑ کے الفاظ میں ہی پیش کرتا ہوں۔

(۱) حضرت اقدس ؑ فرماتے ہیں:۔

"بجز محمدی ؐ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے آسکتا ہے۔ مگر وہی جو امتی ہو۔ پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

(۲) "میں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔" (الحکم ۱۰ راپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

(۳) "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اس نے مجھ کو بھیجا۔ اور اس نے میرا نام نبی رکھا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

(۴) "اس امت میں آنحضرت صلعم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے۔ اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو امتی بھی ہے۔ اور نبی بھی۔" (حقیقۃ الوحی برحاشیہ صفحہ ۲۸)

اس آخری حوالہ میں حضرت نے ایک کا لفظ لاکر ان لوگوں کا بھی حل کر دیا۔ جو نبی سے مراد محدث لیتے ہیں۔ کیا کوئی کہنے کی جرأت رکھتا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں صرف ایک ہی محدث ہوا۔ پس حضرت کا دعویٰ نبوت روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔ لہذا آپ کے منکر کا انجام وہی ہے۔ جو دوسرے انبیاء ؑ کے منکروں کا قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا۔

یہ بات اہل پیغام کے ہی منہ سے سجتی ہے کہ کسی نبی پر ایمان لائے بغیر نجات کے لئے صرف لا الٰہ الا اللہ کہنا کافی ہے۔ یا ان کا بھائی عبد الحکیم اس میں شریک تھا۔ تفصیل ملاحظہ ہو رسالہ کفر و اسلام مرقومہ مولوی محمد علی صاحب) جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت ثابت ہو گئی۔ تو ان کی تکفیر والی عمارت کہاں قائم رہ سکتی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اب مسئلہ تکفیر میں یہ پیش کرنا کہ حضرت نے جب خاموش غیر احمدی کے پیچھے نماز اور اس کا جنازہ پڑھنا جائز قرار دیا ہے۔ اسلئے غیر احمدی حقیقی اسلام میں داخل ہیں۔ درست نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے حضرت اقدس ؑ نے غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا قطعی حرام کیا ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر میں بیان کروں گا۔ اہل پیغام نے یہ صرف غیروں سے ملنے کا ڈھنگ اختیار کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ مگر اس میں بھی ان کو کامیابی نہیں ہوئی۔ سچ ہے۔ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اصل بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسل جن چیزوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ ان کے متعلق بھی اس وقت تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں دیتے۔ جب تک کہ ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی قطعی حکم نہ ملے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسلمانوں کو متعہ سے روکتے تھے۔ پھر بعض حالات کے ماتحت ان کو جائز بھی کر دیتے تھے۔ کیونکہ اس وقت حرمت کا باعث اللہ تعالیٰ کا حکم نہ تھا۔ جب دیکھتے۔ کہ لوگ اس کے محتاج ہیں۔ کہ اجازت دی جائے۔ تو اجازت دے دیتے۔ اس کے بعد آپ ؐ نے باذن الٰہی فرمایا۔ کہ اعلان کر دو۔ کہ خدا تعالیٰ اور اس کا رسول اس کام کو حرام کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد متعہ جائز نہ ہوا۔ مگر ہمارے شیعہ حضرات ابھی تک اس پر مصر ہیں۔ بعینہٖ یہی حال اہل پیغام کا ہے۔ پہلے مسیح موعود انفرادی طور پر مصلحت کے ماتحت کسی نہ کسی کو اجازت دے دیتے تھے۔ مگر جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ تو آپ نے قطعی طور پر غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کر دیا۔ حضور کی تحریر غور سے پڑھیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو۔ کہ جیسے اللہ تعالےٰ نے مجھے خبر دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے۔ اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو۔ اسی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھیراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا فیصلہ مجھ سے چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو۔ کہ وہ مجھ میں سے نہیں۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اسی لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔" (اربعین ۳ ص۲۸)

اس حوالہ سے چار باتیں ثابت ہوئیں۔

اوّل:۔ حضرت اقدس کے انکار کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے حرام ہے۔

دوئم۔ احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے۔ (امامکم منکم)

سوئم۔ جو لوگ مسیح محمدی پر ایمان لائے ہیں۔ ان کو دوسرے اسلامی فرقوں سے عبادت میں بکلی علیحدگی اختیار کرنی پڑے گی۔

چہارم۔ جو حضرت کے حکموں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ وہ حضور کی جماعت میں سے نہیں۔ اہل پیغام کا یہ کہنا کہ حضرت نے "مسلمانوں کے ساتھ تمام تعلقات رکھنے کا حکم دیا ہے۔" (پیغام محبت ص۲) سراسر حضور کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اور ان کا یہ لکھنا کہ "صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف کیا ہے۔" (پیغام محبت ص۲) سراسر بہتان ہے۔ حضور تو فرماتے ہیں:۔ کہ "جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔" اس عبارت کی موجودگی میں میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ حضور کی تعلیم کو کون ترک کر رہا ہے۔

(۲) جناب عجیب خاں صاحب آف زیدہ کے استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ جو اس سلسلہ سے اجنبی اور ناواقف ہوتے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہیں۔" فرمایا اول تو کوئی ایسی جگہ نہیں۔ جہاں لوگ واقف نہ ہوں۔ اور جہاں ایسی صورت ہو۔ سلسلہ کو پیش کر کے دیکھ لیا کرو۔ اگر تصدیق کرے۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ ورنہ ہرگز نہیں۔ اکیلے پڑھ لو۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ اس وقت ایک جماعت تیار کرے۔ پھر جان بوجھ کر ان میں گھسنا ن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے۔ منشاء الٰہی کے مخالف ہے" (الحکم جلد ۷ نمبر ۵ ص۱۳ بابت ۷ فروری ۱۹۰۳ء)

(۳) ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کو سید عبداللہ صاحب عرب نے سوال کیا۔ کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں۔ وہاں میں ان کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ فرمایا مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ عرب صاحب نے عرض کیا۔ کہ وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں۔ اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔ فرمایا ان کو پہلے تبلیغ کر دینا۔ پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے۔ یا مکذب عرب صاحب نے عرض کیا۔ ہمارے ملک کے لوگ سخت ہیں۔ اور ہماری قوم شیعہ ہے۔ فرمایا تم خدا کے بنو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔" (الحکم جلد ۵ نمبر ۳۵)

(۴) آپ نے فرمایا۔ "جو غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔" (بدر ۲۲ مئی ۱۹۰۷ء و فتاوی احمدیہ ص۲۳)

مندرجہ بالا حوالہ جات کی موجودگی میں بھی اہل پیغام ہم پر ہی الزام لگائیں۔ تو یہ نہ مانوں والی رٹ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو یہاں تک بھی فرما دیا۔ کہ "دیکھو دنیا دار روٹھے ہوئے اور دوسرے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی (غیر احمدی سے۔ ناقل) اور روٹھنا تو خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ اگر تم رلے ملے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے۔ وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت الگ ہو۔ تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء منقول فتاویٰ مسیح موعود ص۲۴)

اب دو فریق میرے سامنے ہیں۔ ایک جو غیر احمدیوں سے تعلق کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اور دوسرے جو حضرت کے حکم کے مطابق ان سے شریعتی امور میں علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے حکم کے مطابق ترقی کرتے ہیں۔ جس کا ذکر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے حال ہی کے ٹریکٹ میں یوں کیا ہے۔ "آپ کو یہ خوشی ہے۔ کہ آپ کی جماعت بہت بڑی ہے۔" (احباب قادیان سے اپیل ص۳) پس مولوی محمد علی صاحب کا ہماری جماعت کو ترقی یافتہ ماننا الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء میں حضرت کی تحریر کے مطابق ہے۔ میں اہل پیغام سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی بیعت میں داخل ہو کر حقیقی احمدیت کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ اور ہم سے محبت اور اخوت کا سلسلہ قائم کر لیں۔ کیونکہ آپ کا عقیدہ عین حضرت اقدس کی تعلیم کے مطابق ہے۔

اب میں جنازہ کے متعلق چند عملی نمونہ جات پیش کر کے اپنے مضمون کی اس قسط کو ختم کرتا ہوں۔

حضور کا بیٹا فضل احمد جب فوت ہو گیا آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی بُرا نہ کہتا تھا۔ لیکن چونکہ بیعت نہ کی تھی۔ آپ نے جنازہ بھی نہ پڑھا۔ اگر آپ غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے۔ تو سب سے پہلے آپ کو اپنے بیٹے کا جنازہ پڑھنا ضروری تھا۔ باوجود کہا جانے کے انکار کر دیا۔

(۲) سرسید کی وفات پر بعض احمدیوں نے جنازہ پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ منافقت ہے۔

(۳) حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔ شاید آپ کے لئے یہ مفید ثابت ہو سکے۔ فرمایا۔ "میں اس سوال سے تعجب کرتا ہوں۔ کہ تم اس میت کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کرو گے۔ کہ اللہ تعالیٰ تیرا ایک مامور ہمارے زمانہ میں آیا۔ اس نے تیرے پیغام کی پروا نہ کی۔ اسکو لغو قرار دیا۔ اس واسطے تو اسکو بہشت نصیب کر۔ یہ ایک بہت بیہودہ بات ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ کہ احمدی کس طرح غیر احمدی کا جنازہ پڑھ سکتا ہے" (بدر ۲۲ اگست ۱۹۱۲ء)

(۴) حکیم فضل دین صاحب مرحوم کا عملی نمونہ بھی ملاحظہ ہو۔

"اتفاقاً میرا جوان بھائی مر گیا۔ میں اس کے جنازہ میں شریک نہ ہوا۔ تو اس (ایک غیر احمدی دوست) نے کہا۔ کہ تم نے جنازہ کیوں نہیں پڑھا۔ میں نے کہا۔ کہ وہ احمدی نہ تھا۔ (بدر ۱۶ اپریل ۱۹۰۸ء)

مختصر سا جواب امر اول کے متعلق لکھ چکا ہوں۔ اب میں اہل پیغام سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر حضرت کے نہ ماننے والا بھی حقیقی اسلام میں رہ سکتا ہے۔ تو ان الہامات کا کیا مطلب ہے۔

(۱) وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ

(۲) قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم صادقین۔

(۳) قل یا ایہا الکفار انی من الصادقین۔

(۴) ویقول الذین کفروا لست مرسلا۔ (تذکرہ)

(باقی آئندہ)

خاکسار مولا بخش مجاہد تحریک جدید دیہاتی سکیم۔

طبیہ عجائب گھر کے چند خاص الخاص مجرّبات

(۱) **روح نشاط:۔** یہ بیش قیمت جواہرات سونا۔ چاندی۔ عنبر۔ مروارید وغیرہ اجزاء سے مرکب ہے۔ اس کا استعمال مردہ دلوں کے اندر روح زندگی پیدا کرتا ہے۔ اور قلبی عوارض کو دور کر کے طبیعت میں نئی جولانی۔ امنگ اور بشاشت پیدا کرتا ہے۔

(۲) **بسنت مالتی رس:۔** ویدک طب کی ایک مایہ ناز چیز ہے۔ جو سونے و چاندی مروارید وغیرہ سے کئی ماہ کی محنت شاقہ سے تیار کی جاتی ہے۔ روح نشاط کے ساتھ اس کا استعمال نور علیٰ نور ہے۔ اور اس کا علیحدہ استعمال بھی۔ قلبی امراض۔ ضعف۔ سنگرہنی اسہال اور بخار وغیرہ امراض میں بے حد نافع ہے۔

(۳) **کیمیائے عشرت:۔** امساک کے لئے خاص چیز ہے۔ اس کے اجزاء میں گولڈ کلورائیڈ عنبر۔ زعفران وغیرہ شامل ہیں۔ قوت کو بڑھاتی ہے۔ اور طبیعت میں سرور پیدا کرتی ہے۔ زیادہ تعریف مناسب نہیں۔ استعمال کر کے دیکھیں

(۴) **زود جام عشق:۔** یہ وہی شہرۂ آفاق نسخہ ہے۔ جو رؤسا اور امراء استعمال کرتے ہیں۔ تفصیلی بیان کی گنجائش نہیں۔ اس سے بڑھ کر مبہی شاید ہی کوئی دوا ہو۔ آزما کے دیکھیں۔ کئی شہادتوں میں سے صرف ایک ملاحظہ کریں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

"میں طبیہ عجائب گھر سے ایک عرصہ سے ادویہ وغیرہ لیتا رہا ہوں۔ جہاں تک میرا تجربہ ہے مالک طبیہ عجائب گھر نہایت شوق۔ محنت اور دیانتداری سے ادویہ تیار کرتے ہیں۔ اور پوری کوشش سے خالص اور اعلیٰ درجہ کے مفردات مہیا کرتے ہیں۔ یونانی اور ویدک ادویہ یہاں سے نہایت اعلیٰ درجہ کی مل سکتی ہیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جو دوست بھی ان سے ادویہ خرید فرمائیں گے۔ وہ ہر طرح سے مطمئن ہوں گے۔ خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے متعدد نسخہ جات اعلیٰ درجہ کی ادویہ سے تیار کئے جاتے ہیں۔"

فہرست مفت طلب کریں۔

پروپرائٹر طبیہ عجائب گھر (رجسٹرڈ) قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کارنامۂ عہد خلافت ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ

(از جناب خانصاحب ذو الفقار علی خاں گوہر)

بند سوم

اس صدیٔ عیسوی کا چودھواں آیا جو سال
جو مخالف تھے خلافت کے یہ ان سے کہہ دیا
میری بیعت کیجئے تیار ہوں میں بالیقیں
کر چکے تھے پہلے ہی سے فیصلہ منصوبہ باز
چاہتے تھے اجتماعی فیصلہ ہو۔ انجمن
لیکن اصلی فیصلہ تو کر چکا تھا وہ خدا
ہو چکی تھی سلب ان سے جرأتِ ایمانیہ
جو لگا ہاتھ ان کے لیکر چل دیئے لاہور کو
یہ سمجھتے تھے کہ محمودی خلافت کے لئے
بے خبر تھے وہ خدائے قادیاں کے زور سے
یہ نہ سمجھے ہے خدا محمود کا قادر غنی
حضرت مہدی پہ ہوتا گر انہیں ایمان کچھ
پہلے بیعت کے لئے باہم خلافت بانٹ لی
مولوی صاحب امیر قوم ہندوستاں بنے
یہ ہوئے قرآں فروش اور وہ قلندر بن گئے
جس کو یہ سمجھے تھے کم عمر اور بے علم و خرد
وہ سپہ سالار وہ محمود غازی ارجمند
زینت و زیبِ خلافت احمدیت پر فدا
برکتیں دنیا کو دینے کے لئے آیا تھا جو
اجتماعِ قوم قدموں پر ہوا اس کے نثار
بھر دیئے اللہ نے اس کے خزانے مال سے
پہلی زد میں بہہ گئے تھے جو وہ آئے لوٹ کر
بعض رویا کی بنا پر بعض غور و فکر سے
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی لاہوریوں کی انجمن
خلق و احساں میں ہے محمود اپنے آقا کی نظیر
کر دیا اتمام حجت دیں دلائل بے شمار
کی حیاتِ ملیہ کی اس نے ایسی تربیت
قوم کے سینوں میں بھر دی اس نے وہ للّٰہیت
اس نے پیدا کر دیئے ہیں ایسے صدیق و شہید
انجمن کے ماسوا ڈالی نظارت کی بنا
پھر ملایا انجمن کو اور نظارت کو بہم
مجلس شوریٰ لیجسلیچر کا اب دیتی ہے کام
بزم شوریٰ ہے خلیفہ کی مشیر کاروبار۔
مشورہ دیتی ہے شوریٰ جب وہ خود لے مشورہ
انفراداً جس کا جی چاہے خلیفہ کو لکھے۔
قوم کی تنظیم ایسی کی کہ اس کے زور کو
مجلس انصار اور خدام دین احمدی
اس نے جاری کی ہے تحریک جدید ملیہ

ہو گیا بدرِ خلافت کا ظہورِ باکمال
آپ خود بنئے خلیفہ چھوڑ دیجے یہ خیال
یہ خلافت کی جماعت کی تھی کیا روشن مثال
موت کی خبریں روانہ ہو گئیں قبل از وصال
ہو خلیفہ اور چلائیں کام یارانِ کمال
جس کی منشا کے خلاف اٹھنا کسی کا تھا محال
سب مخالف کر گئے دار الاماں سے انتقال
چھوڑ کر ایماں کو پیچھے لے گئے دنیا کا مال
بے زری و مفلسی میں کامیابی ہے محال
احمقانہ تھا یہ سب ناکامیابی کا خیال
وہ بڑھائے جس کو کیونکر دے سکے کوئی زوال
ان کے الہاموں کے آگے جھکتے یہ بے اعتدال
تھا مقدر ہو گیا باطل خلافت کا زوال
آمدن ووکنگ کی لی خواجہ صاحب نے سنبھال
دور ہوتا ہی گیا دن سب سے عقبیٰ کا خیال
احمدیت کو دیا اس نے فروغِ بے مثال
وہ اولو العزم گرامی مرتبت یوسف جمال
عارفِ قرآن و عرفانِ خدا میں بے مثال
کب وہ رہ سکتا تھا بے علم و خرد۔ محتاجِ مال
انجمن ترتیب دے کر اس نے کی خود دیکھ بھال
گلشنِ احمدؐ میں بار آور ہوا ہر نونہال
حامد و حقانی و ثاقب جو تھے شیریں مقال
بیشتر لوٹ آئے ہیں ہاں رہ گئے ہیں خال خال
دیکھ کر اپنی غلط کاری کا انجام و مآل
بار بار اس نے اٹھایا صلح کرنے کا سوال
گالیاں کھا کر بھی رکھا صلح کا ہر دم خیال
ہو گئے پیدا ہزاروں صاحبِ علم و کمال
اسکی ہر آواز پر کرتی ہے قرباں جان و مال
قرنِ اولیٰ کے سوا ملتی نہیں جن کی مثال
خود سکھایا کام اسکو اور چلایا چند سال
مجلس شوریٰ سے پھر اسکی کرائی دیکھ بھال
اور نظارت بن گئی نوعِ وزارت کی مثال
ہے خلیفہ کا یہ منصب خود ہی کرنا انفصال
ہے خلافِ شرع بے پوچھے کرے گر قیل و قال
کوئی تجویز ترقی یا کسی کا کوئی حال
مانتے ہیں ہند کے اہل خرد روشن خیال
اس نے قائم کیں کہ تا مشتاق ہو ہر نونہال
مشقِ روحانی و ضبطِ نفس کی ہے یہ مثال

اقتصادیات کی ہے جان سادہ زندگی
ہر فن و ہر شعبۂ علمی میں اس نے ڈال کر
صنعت و حرفت تجارت مختلف اقسام طب
نوجوانِ احمدیت ہر طرف ہیں گامزن
اس نے علماً اور اعمالاً یہ ثابت کر دیا
کوئی مذہب دے نہیں سکتا ہے عالم کو نجات
احمدیت کی اشاعت اس نے ایسی کی کہ اب
گونج ہے اسلام کی اللہ اکبر اس قدر
ترجمہ قرآں کا تم نے کر لیا تو کیا ہوا
کتنے مسلم کر لئے اس ترجمہ کے زور پر
ترجمے صدہا ہیں دنیا میں مگر فرمائیے
قوت ایماں نہ ہو جن میں وہ مسلم ہیں تو کیا
حمد ہے اس رب کو زیبا جس نے دی محمود کو
جس نے سینوں میں کیا دنیا کے اک ہیجاں بپا
ایشیا میں یورپ و امریکہ و افریقہ میں
مسلموں کی رہنمائی اس نے کی ہر رنگ میں
جو کیا شدھی میں وہ تم آریوں سے پوچھ لو
اس نے سمجھایا تعاون ترک کرنا ہے مضر
اس نے ترکوں کی خلافت پر دیا تم کو سبق
اس نے اصلاحات میں کی ہیں وطن کی خدمتیں
وہ حکومت کے غلط افعال پر بھی رات دن
احمدیت کے علاوہ تھی یہ خدمت ملک کی
اس نے ہمدردی مسلمانوں کی کی ہر رنگ میں
اسکے دورِ نقرئی میں وسعتِ ملت کو دیکھ
بعثتِ احمدؐ کے ہر مقصد کو اس نے بہ اذن
حکم رب "وسع مکانک" کی بھی وہ تعمیل کی
اس سے ٹکرا کر ہر اک نے منہ کی کھائی آج تک
ہیں کہاں احرار جو ڈھاتے تھے قصرِ قادیاں
خون کے آنسو رلائے ان کی بک بک نے انہیں
قابلِ عبرت ہے حالِ دشمنانِ قادیاں
دیکھ لیں تم نے خدائے قادیاں کی طاقتیں
چاند سے یوسف پہ تم نے خاک اڑا کر دیکھ لی
احمدیت ہے خدا کا دین پھیلے گا ضرور
ہے نگہباں اسکا محمود اولو العزم و جری
طاقتِ اہلِ زمیں پر ناز اب وہ کیا ہوا
پاؤں کے نیچے سے کس طرح نکلی ہے زمیں
جو کہا محمود نے آخر وہ پورا ہو گیا
آسماں سے لڑ نہیں سکتیں زمیں کی طاقتیں
ہو مبارک آپ کو اے حضرتِ فضلِ عمر
سلسلہ کیساتھ حق نے آپ کو پیدا کیا
دیں بشارات آپ کے آنے سے پہلے کسقدر
نقرۂ اور یہ طلائی جوبلی ہے ساتھ ساتھ
آرزو ہے یہ۔ خلافت کی طلائی جوبلی

ہے بغیر اس ضبط کے ایثار و قربانی محال
قوم کے افراد کو پہنچایا تا حدِّ کمال
علم قانون و سیاست اور جتنے ہیں کمال
اُٹھ رہے ہیں۔ بار آور ہو رہے ہیں نونہال
ہے فقط اسلام میں روحانیت کا ہر کمال
بارور اسلام ہی کا ہے جہاں میں اک مثال
بن رہا ہے بدر کامل تھا جو اسلامی ہلال
سُن رہے ہیں۔ کیا جنوب و شرق و کیا غرب و شمال
اے کم اندیشو بتاؤ کیا ہوا اس کا مآل
ہاں مگر نفع رساں تھا تاجرانہ یہ خیال
کیا نہیں مردہ صفت یہ آپ کے سب ہمخیال
ایسے مسلم کر نہیں سکتے ہیں ایماں کو بحال
قوت ایماں ایسی رکھتی ہے جو ہر کمال
جس نے پیدا کر دیا روحانیت میں اشتعال
آج لہراتا ہے ہر سو احمدیت کا ہلال
اس نے مذہب اور سیاست میں دکھایا ہے کمال
جو کیا کشمیر میں کشمیر سے پوچھو وہ حال
پڑ گیا ترکِ تعاون کا تمہیں سب پر وبال
تم نہ مانے اور ناکامی ہوا اسکا مآل
اسکی تجویزیں پڑھو معلوم ہو جائے گا حال
اسکو سمجھاتا ہے تا وہ کر سکے اصلاحِ حال
کی مسلمانوں کی خدمت صرف کر کے جان و مال
پھر بھی دشمن ہی رہے یہ بدنصیب و خستہ حال
اے حسد سے جلنے والے اے عدوِ بدخصال
جانفشانی کر کے پہنچایا ہے تا حدِّ کمال
قادیاں کی سرعتِ تعمیر ٹھہری بے مثال
سامنے احرار کی ہے دیکھ لو تازہ مثال
ہیں کہاں وہ لاف زن اور ہیں کہاں وہ قیل و قال
اپنی دالیں کھا رہے ہیں جیل میں وہ بیٹ پال
شیر سے لڑنے چلی تھی فوج روباہ و شغال
اے مباہل مستری تو مصریٔ بدحال و قال
تم نے بگاڑا کیا خدا کا قہر اب بھگتو وبال
ہاتھ اس گلدستہ پر اے دشمنِ ناداں نہ ڈال
اسکا حامی اور ناصر ہے خدائے ذو الجلال
اے گرو گھنٹال احرار کہو اب کیا ہے حال
آسمانی تیروں نے کر دی ہے چھلنی تیری ڈھال
یہ تمہارا ہے؟ کہ شانِ احمدیت کا زوال؟
یہ حباب آسا ہیں کیا ان کا عروج اور کیا کمال
سلسلہ کے اور اپنی عمر کے پنجاہ سال
سلسلہ کے ارتقا کی تھی یہ کیسی نیک فال
اس خدا نے طے کیا جس نے خلافت کا سوال
کیا ہی بابرکت خلافت کے تھے یہ ۲۵ سال
تو دکھا دے اے خدائے لا زوال و ذو الجلال

اے مرے دل کی تمناؤں کی جاں کیجے قبول
ہے یہ نذرِ گوہرِ پیرِ ضعیف و خستہ حال

تحریک جدید کی پانچ سالہ فہرست جنوری ۱۹۴۰ء میں شائع ہوگی

تحریک جدید کے جہاد کبیر میں حصہ لینے والے بہت سے احباب کرام نے اپنا پانچ سالہ حساب ایام جلسہ میں ملاحظہ فرما کر اپنا اطمینان فرما لیا ہے۔ اور بہت سے احباب نے اس بات پر اصرار کیا ہے۔ کہ ان کی پانچ سالہ فہرست اخبار میں شائع کی جائے۔ احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ جنوری ۱۹۴۰ء میں پانچ سالہ فہرست ان احباب کی شائع کرنے کی کوشش ہوگی۔ جنہوں نے پانچ سال کا چندہ سو فی صدی پورا کر دیا ہے۔ جن احباب کے پانچ سالوں میں سے کوئی سال خالی ہے۔ یا کسی کا بقایا ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ ماہ جنوری ۱۹۴۰ء میں پورا کرنے کی جدوجہد کریں۔ تا ان کا نام بھی شائع ہو سکے۔

تحریک جدید سال ششم کے جہاد میں شامل ہونیکا موقعہ

تحریک جدید کی قربانی میں وہ لوگ جو پانچ سال سے متواتر شامل ہیں۔ انہیں سال ششم کا وعدہ جلد سے جلد اپنے امام کے حضور پیش کرنا چاہیئے۔ بہت سی جماعتیں اور بعض افراد ایسے ہیں۔ کہ انہوں نے تاحال اپنا وعدہ نہیں بھیجا۔ پانچ سال متواتر قربانی کرنے والوں کے علاوہ وہ جو طالب علم تھے۔ مگر اب برسر روزگار ہیں۔ یا وہ جنہوں نے تحریک جدید کو سمجھا نہیں۔ یا جن کی سمجھ میں اسکی اہمیت اور ضرورت نہیں آئی۔ یا وہ جن کو اس تحریک کا علم نہیں ہوا۔ یا وہ پہلے کلی طور پر نادار تھے۔ مگر اب اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا ہوا ہے۔ وہ تمام اب سال ششم میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ بلکہ ان کو یہ حق ہے۔ کہ وہ گذشتہ پانچ سال کا چندہ بھی ادا کر کے باقاعدہ قربانی کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزار سپاہیوں والی الٰہی فوج کے رجسٹر میں اپنا نام لکھوا لیں۔ کیونکہ یہی وہ تحریک ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور یہ وہ مبارک لوگ ہیں جو دس سالہ مالی جہاد کرنے کے سبب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے پورا کرنے والے ہیں۔ انہی لوگوں کے نام جہاں دس سال کے بعد "موعود کتاب" میں شائع کئے جائیں گے۔ اور منارۃ المسیح کی طرح مرکزی لائبریری کے ہال میں کندہ کر دئیے جاویں گے۔ تا آنے والی نسلیں جہاں ان کے نام عزت سے یاد کریں۔ وہاں ان کے لئے دعائیں بھی کرتی رہیں۔

پس ایسی مبارک اور بابرکت تحریک میں شامل ہونا ہر مخلص احمدی کا پہلا فرض ہے۔ یاد رکھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محض فضل سے یہ موقعہ آپ کو صدیوں کے بعد عطا فرمایا ہے۔ خدا جانے پھر یہ دن کب آویں۔ آپ اس مبارک موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بلکہ اس میں شامل ہو کر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کریں۔ اگر آپ کا دل اور آپ کا ایمان کہتا ہے۔ کہ ایسی تحریک میں شامل ہونا ہے۔ تو اسکو پڑھ کر آپ اپنا وعدہ لکھ کر اپنے امام کے حضور براہ راست پیش کریں۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ تحریک جدید میں شامل ہونے کی **آخری تاریخ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۱ جنوری ۱۹۴۰ء مقرر کر دی ہے۔** اس کے بعد کسی کا وعدہ قبول نہ ہوگا۔ پس آپ فوری اپنا وعدہ اپنے امام کے حضور پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام۔

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

سال نو اور ملک معظم

یہ نیا سال سب سے زیادہ اہم ہے۔ جیسا کہ ہز میجسٹی نے کہا ہے۔ کہ اگر یہ سال ہمارے لئے امن لایا۔ تو ہم احسانمند ہوں گے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو سکا۔ تو ہم جنگ جاری رکھیں گے۔ ہم یہ امید نہیں رکھتے۔ کہ یہ سال امن لانے کا موجب ہوگا۔ اسلئے کہ اب دنیا میں امن اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ہٹلریت کو کچل کر نہ رکھ دیا جائے۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ یہ جنگ اس سال جاری رہے گی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اس سال کے خاتمہ سے پہلے ہی نازیت کا بھی جارحانہ قوتوں کا فاتحہ پڑھا جائے۔ لیکن آغاز سال میں کوئی ایسی امید نہیں رکھی جا سکتی ہمارا فرض واضح ہے۔ ہمیں اس جنگ سے خائف ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ص۳

چیدہ خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

— ۲ر جنوری کی شام کو بنوں کے رائے بہادر بیلی رام کو ایک پٹھان نے پستول سے فائر کر کے مار ڈالا۔

— حکومت جاپان نے چین میں سنٹرل گورنمنٹ کے قیام کی تحریک کی ہے۔

— برطانیہ میں ۱۹ سے ۲۸ سال کی عمر کے ۲۷ لاکھ نوجوان بھرتی کئے جاویں گے۔

— سری نگر میں پچاس ہزار روپیہ سے فوجی ہسپتال کھولا جاوے گا۔

— سی۔ پی کے تین اضلاع بلڈانا۔ چاندہ اور رائے پور میں بندش شراب کی سکیم کی توسیع کر دی گئی ہے۔

— روس اور اتحادیوں میں بھی جنگ چھڑ جانے کا امکان ہے۔

— چین جاپان کے جنگ میں ستر لاکھ جاپانی ہلاک ہو چکے ہیں۔

— جرمنی کے ساحل کے قریب رائل ایر فورس اور جرمنی ہوائی جہازوں میں زبردست لڑائی ہو رہی ہے۔

— قبائلی لشکر کی سرکاری فوج سے کئی بار مٹھ بھیڑ ہو چکی ہے۔ کئی قبائلی ہلاک ہو چکے ہیں۔

— وائسرائے نے وار فنڈ میں سے یورپ میں مقیم ہندوستانیوں کے لئے ۲۵ ہزار روپیہ دیا ہے۔

— ٹوکیو۔ ایک خبر مظہر ہے۔ کہ وسط دسمبر سے ۳۱ر دسمبر تک جاپان اور چین میں جو جنگ جاری رہی ہے۔ جاپانیوں کے دعوے کے مطابق اس میں ساڑھے تیرہ ہزار چینی ہلاک ہوئے۔

— روس اور فن لینڈ کی جنگ بدستور جاری ہے۔ ایک اطلاع ہے۔ کہ سات روسی ہوائی جہازوں نے فن لینڈ کے ایک مقام پر بمباری کی۔ ایک مقام پر فن لینڈ کی فوجوں نے روسی فوجوں کو گھیر لیا۔ دو مقامات پر روسی فوجوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

— استنبول کی پولیس نے چند نازی جاسوسوں کو گرفتار کیا ہے۔ ان کے قبضہ سے بے شمار نقدی اور دیگر اشتہار برآمد ہوئے۔

— لندن کا ایک اخبار رقمطراز ہے۔ کہ امریکہ اور برطانیہ عنقریب روس سے قطع تعلق کر لیں گے۔

— جرمنی کے ایک شخص ہر ایڈالف پیسین ورگر نے ایک ایسی مشین تیار کی ہے۔ جو آدمی کی پیٹھ پر باندھی جا سکے گی۔ ہاتھ سے چلنے والے لیوروں کے ذریعہ اس انجن سے کام لیا جائے گا۔ اور پیر سے چلا کر آدمی اڑ سکے گا۔ اور انسان اڑنے میں باز کا مقابلہ کر سکے گا۔

— امریکہ کے ایک سائنسدان نے ایک ایسا ہوائی جہاز تیار کیا ہے۔ جو ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ سکے گا۔ یعنی یہ جہاز آواز سے بھی تیز چلے گا۔ کیونکہ آواز کی رفتار ۷۵۰ میل فی گھنٹہ ہے۔ اس سے ایک بات اور بھی تعجب خیز ہوگی۔ کہ اسکی آواز ہمیں تب سنائی دیگی۔ جب یہ کافی دور چلا جائے گا۔

— سوویٹ گورنمنٹ ایک ایسی عمارت تیار کر رہی ہے۔ جو دنیا میں سب سے بڑی شمار کی جاوے گی۔ اس کا نام "پیلیس آف سوویٹ روس" (یعنی سوویٹ روس کا محل) ہوگا۔ یہ عمارت سوویٹ یونین کی وسعت کی ایک یادگار میں تیار کی جا رہی ہے۔ اسکی اونچائی ۱۳۷۰ فٹ ہوگی۔ اب تک دنیا کی سب سے اونچی عمارت نیویارک (امریکہ) کی ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ تھی۔ لیکن ماسکو میں تیار ہونے والی روسی عمارت اس سے ۱۲۰ فٹ اونچی ہوگی۔ پیرس کے ایفل ٹاور سے اسکی اونچائی ۳۷۰ فٹ زیادہ ہوگی۔ اس عمارت پر لینن کا تین سو تیس فٹ اونچا بت ہوگا۔ جو چالیس میل دور سے دیکھا جا سکیگا۔ اس محل کے بیچ میں ۴۳۰ فٹ اونچا ایک آڈیٹوریم ہوگا۔ جس میں اکیس ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوگی۔ اور خاص موقعوں پر کام میں لایا جائیگا۔

ص۳ بلکہ مردانہ وار مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ ہم اس جنگ میں لڑیں گے۔ ہمیں اپنی فتح کا یقین ہے۔ ہم نے کمزور کی حمایت میں ہاتھ اٹھائے ہیں۔ ہم نے ہر ہٹلر کے ظلم ناروا کو برداشت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ہم دنیا کے آزاد ممالک کی آزادی کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں حق کے لئے